عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۱۹ تا ۲۷ ذوالقعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جولائی ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۲۸

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام اور اس کے تقاضے

حرمین شریفین کی حاضری

حج میں اسلام کا اصلاحی اور تجدیدی کارنامہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

انٹرنیٹ پر غیر محرم سے گفتگو!

س:......کیا انٹرنیٹ پر کسی غیر محرم سے چیٹنگ یعنی گفتگو اور بات چیت یا دوستی کرنا جائز ہے؟ اور اگر اپنے منگیتر سے فون پر یا نیٹ پر بات کی جائے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:.... انٹرنیٹ پر یا فون پر غیر محرم لڑکے لڑکیوں کا بات چیت کرنا اور دوستی کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ خواہ یہ بات چیت آواز کے ذریعے ہو یا ٹیکسٹ میسج کے ذریعے، اسلام میں لڑکے اور لڑکی کی دوستی اور شدید ضرورت کے علاوہ بات چیت کی قطعاً ممانعت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا واضح ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اے نبی مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے پاکیزگی کی بات ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے، اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں، مگر یہ کہ مجبوری سے خود کھل جائے۔'' (النور:۳۰،۳۱) اور اسی آیت میں یہ ہدایت بھی دی گئی ہے کہ عورتیں اس طرح نہ چلیں کہ جس سے ان کی مخفی زینت کا اظہار نامحرموں کے لئے باعث کشش ہو۔ چنانچہ فرمایا:

''وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ۔''

ترجمہ: ''اور اپنا پاؤں اس طرح نہ رکھیں کہ جس سے ان کی مخفی زینت ظاہر ہو جائے۔''

ایک ہدایت یہ بھی دی گئی ہے کہ اگر اچانک کسی نامحرم پر نظر پڑ جائے تو اسے فوراً ہٹا لے اور دوبارہ قصداً دیکھنے کی کوشش نہ کرے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ: ''اے علی! اچانک نظر کے بعد دوبارہ نظر مت کرو، پہلی تو (بے اختیار ہونے کی وجہ سے) تمہیں معاف ہے، مگر دوسری کا گناہ ہوگا۔'' (مشکوٰۃ:۲۶۹)

اب ظاہر ہے کہ نظروں کی حفاظت کی اس قدر تاکید کی گئی ہے تو بلاضرورت، غیر محرم سے گفتگو اور دوستی شرعاً کیسے جائز ہو سکتی ہے؟ اور منگیتر بھی نکاح سے پہلے غیر محرم ہی ہے، اس سے بھی بلاضرورت گفتگو کی اجازت نہیں ہے۔

عدت میں کس کس سے پردہ کیا جائے؟

س:......عدت میں جو پردہ کیا جاتا ہے، وہ اپنے دیور جیٹھ سے ہی کیا جائے یا بھائی سے بھی کرنا چاہئے اور اگر عورت اکیلی ہو گھر میں تو کیا وہ دروازہ کھولنے جا سکتی ہے یا نہیں؟

ج:......غیر محرموں سے پردہ کا حکم عورت کے لئے عدت کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ اللہ کا حکم عورت کی عزت وحرمت کے لئے ہے۔ پردہ تو ہر حال میں ہونا چاہئے۔ باپ، بھائی، بیٹا، بھتیجا، بھانجا، چچا، تایا، ماموں وغیرہ عورت کے محرم ہیں۔ ان سے پردہ نہیں ہے اور جن سے عورت کا نکاح شرعاً جائز ہے، وہ غیر محرم کہلاتے ہیں، ان سے پردہ کا حکم ہے۔ عدت میں بھی انہی لوگوں سے پردہ کا حکم ہے اور گھر میں اگر عورت اکیلی ہو تو دروازہ کھولنے جا سکتی ہے، عدت میں گھر کی ضرورت کے کام کاج بھی کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ — ۱۹ تا ۲۷ ذوالقعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جولائی ۲۰۱۹ء — شمارہ:۲۸

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

صحابہ کرامؓ کا مقام اور اس کے تقاضے	۵	محمد اعجاز مصطفی
حج میں اسلام کا اصلاحی وتجدیدی کارنامہ	۸	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
مولانا سید غلام مصطفی شاہ ہمدانی کی رحلت	۱۲	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
حج کے فضائل ومسائل (۲)	۱۵	حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفی
حرمین شریفین کی حاضری	۱۹	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
اسلام کے سیاسی نظام کا تاریخی پس منظر	۲۲	مولانا زاہد الراشدی
تھالی کا بینگن (آخری قسط)	۲۴	الحاج اشتیاق احمد مرحوم
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ (۱۳)	۲۶	بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

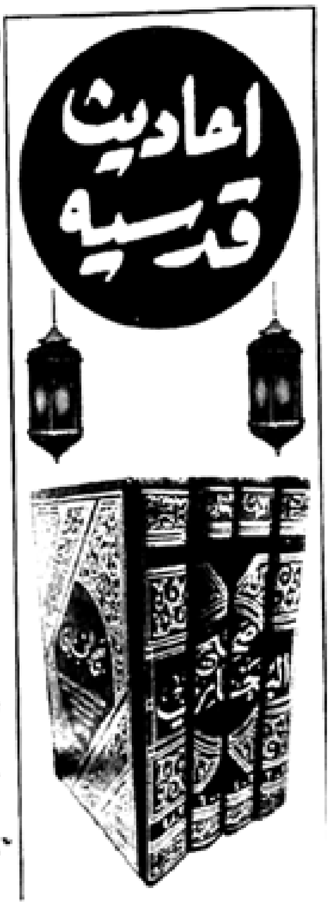

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی

قیامت

حدیث قدسی ۳۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ مومن کو طلب کرے گا: یہاں تک کہ اسے اپنے سامنے بلا کر دریافت کرے گا! میرے بندے میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ مجھ کو پکارا کرو اور میں نے تجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جب پکارے گا تو تیری پکار کو قبول کروں گا۔ پس کیا تو نے مجھے پکارا تھا۔ یہ عرض کرے گا کہ ہاں آپ کا پکارا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا یہ بات نہیں کہ جب تو نے مجھے پکارا تو میں نے تیری پکار کو قبول کیا۔ فلاں فلاں دن تجھ کو پریشانی اور غم ہوا تھا اور تو نے مجھے پکارا تھا اور میں نے تیری دعا کو قبول کرلیا تھا۔ بندہ عرض کرے گا کہ ہاں میرے رب' اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ میں نے دنیا میں تیرے لئے جلدی کی تھی اور فلاں فلاں دن جب تو نے مصیبت کے وقت پکارا تو تو نے کشادگی نہ پائی ہوگی۔ بندہ عرض کرے گا! ہاں اس دن تو دعا کا کوئی اثر نہیں دیکھا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس کو میں نے تیرے لئے جنت میں ذخیرہ کر دیا ہے' پھر فرمائے گا فلاں فلاں دن تو نے اپنی ایک حاجت میرے سامنے پیش کی تھی' مگر اس کو پورا ہوتا نہ دیکھا ہوگا' بندہ عرض کرے گا: ہاں میرے رب! وہ تو میری حاجت پوری نہیں ہوئی' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے جنت میں اس کو تیرے لئے ذخیرہ بنا رکھا ہے۔ پس مومن کی کوئی دعا ایسی نہیں ہے یا تو دنیا میں اس کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے اور یا جنت کے لئے ثواب کا ذخیرہ بنا دیا جاتا ہے۔ یہ باتیں دیکھ کر مومن کہے گا: کاش! دنیا میں میری دعاؤں کا اثر ظاہر نہ ہوتا۔ (حاکم)

مطلب یہ ہے کہ وہاں کا ثواب دیکھ کر تمنا کرے گا کہ دنیا میں کوئی دعا ہی نہ قبول ہوتی بلکہ تمام دعائیں جنت میں ہی ذخیرہ کر دی جاتیں۔ (جاری ہے)

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

سجدۂ سہو

(۱۱) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں! اس جلسے کا کرنا اور اس میں ایک مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہے جانے کے برابر سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے' اس عمل کو تعدیل رکن بھی کہا جاتا ہے' اس کے چھوٹ جانے پر سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے۔

(۱۲) دوسری رکعت کے دونوں سجدے کر لینے کے بعد دوزانو بیٹھنا جسے اگر چار یا تین رکعت والی نماز ہو تو قعدہ اولیٰ کہتے ہیں' اس میں بیٹھنا واجب ہے اور اس کی مقدار پوری التحیات پڑھے جانے کے برابر ہے' اگر کسی سے یہ قعدہ اولیٰ بھول کر رہ جائے تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

(۱۳) ہر قعدے میں بیٹھے ہوئے پوری التحیات پڑھنا واجب ہے' چاہے سجدۂ سہو کے بعد والا قعدہ کیوں نہ ہو۔ اگر التحیات نہ پڑھی جائے تو سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

(۱۴) دو رکعتوں کے بعد والے قعدے (قعدہ اولیٰ) میں التحیات پڑھنے کے بعد تیسری رکعت میں کھڑے ہونے سے پہلے اگر ''اللّٰھم صل علی محمد'' تک پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔ (یہ حکم چار رکعات والے نوافل اور سنن غیر موکدہ کے لئے نہیں ہے)۔

(۱۵) وتر نماز میں تیسری رکعت میں رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت پڑھنا احناف کے نزدیک واجب ہے' اگر چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

(۱۶) دعائے قنوت کے لئے تکبیر یعنی ''اللہ اکبر'' کہنا واجب ہے اگر تکبیر کہے بغیر دعائے قنوت شروع کر دی تو سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

(۱۷) عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز کی دو رکعتیں باجماعت ہی واجب ہیں لیکن اس میں ہر رکعت میں تین' تین مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہا جاتا ہے جو کہ واجب ہے ان تکبیروں کے چھوٹ جانے پر اگرچہ سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے لیکن مجمع کی کثرت کی وجہ سے کنفیوژن سے بچنے کی خاطر مفتیان کرام نے سجدۂ سہو نہ کرنے کی اجازت دی ہے۔ (واضح رہے کہ مجمع کی کثرت کی وجہ سے جمعہ کی نماز کے فرضوں میں بھی سجدۂ سہو کے واجب ہونے کے باوجود سجدۂ سہو نہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے)۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام اور اُس کے تقاضے!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

دینِ اسلام کا منبع اور سرچشمہ وحیِ الٰہی ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے حضور اکرم ﷺ پر نازل کی گئی، خواہ وہ وحیِ الٰہی قرآن کریم کی صورت میں ہو یا سنتِ رسول اور احادیثِ رسول ﷺ کی صورت میں ہو۔ حضور اکرم ﷺ سے اس وحیِ الٰہی اور دینِ اسلام کو لینے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسی مقدس جماعت کو حضور اکرم ﷺ کی صحبت، تعلیم اور تلقین کے لئے منتخب فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اسلام اور شریعتِ اسلام میں خاص مقام ہے۔ یہ ایک ایسی مقدس جماعت ہے جو رسول اللہ ﷺ اور عام اُمت کے درمیان اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایک واسطہ ہے۔ اس واسطہ کے بغیر نہ اُمت کو قرآن کریم ہاتھ آ سکتا ہے، نہ قرآن کریم کے وہ مضامین جن کو قرآن نے رسول اللہ ﷺ کے بیان پر یہ کہہ کر چھوڑا ہے: ’’لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْھِمْ ‘‘(النحل:۴۴)....’’آپ بیان کریں لوگوں کے لئے وہ چیز جو آپ کی طرف نازل کی گئی۔‘‘ اور نہ ہی رسالت اور اس کی تعلیمات کا کسی کو اس واسطہ کے بغیر علم ہوسکتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ ﷺ کی تعلیمات کو دنیا کی ہر چیز حتیٰ کہ اپنی آل اولاد اور اپنی جان ومال سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، آپ ﷺ کے پیغام کو اپنی جانیں قربان کرکے دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ارشاد فرمایا:

۱:۔’’وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ، اُولٰئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ‘‘ (الحجرات:۷)

ترجمہ:’’پر اللہ نے محبت ڈال دی تمہارے دل میں ایمان کی اور کھبا دیا (اچھا دکھایا) اس کو تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈال دی تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی، وہ لوگ وہی ہیں نیک۔‘‘

۲:۔’’اُولٰئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ‘‘ (المجادلۃ:۲۲)

ترجمہ:’’ان کے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے ایمان اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے۔‘‘

۳:۔’’وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ‘‘ (التوبۃ:۱۰۰)

ترجمہ:’’اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ، اللہ راضی ہوا اُن سے اور وہ راضی ہوئے اُس سے۔‘‘

۴:۔’’فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا‘‘ (البقرۃ:۱۳۷)

ترجمہ:’’سو اگر وہ بھی ایمان لاویں جس طرح تم ایمان لائے ہدایت پائی انہوں نے بھی۔‘‘

۵:۔’’کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ‘‘ (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ:’’تم ہو بہتر سب اُمتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں۔‘‘

۶:۔’’وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا‘‘ (البقرۃ:۱۴۳)

ترجمہ:’’اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو اُمت معتدل۔‘‘

آیت:۵ اور ۶ کے اصل مخاطب اور پہلے مصداق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

۷:-’’مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔‘‘ (الفتح:۲۹)

ترجمہ:’’محمد (ﷺ) رسول اللہ کا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر، نرم دل ہیں آپس میں، تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں، ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی، نشانی (پہچان، شناخت) ان کی اُن کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے۔‘‘

اس آیت میں ’’وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ‘‘ عام ہے، اس میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہیں، اس میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تزکیہ اور ان کی مدح وثنا خود مالکِ کائنات کی طرف سے آئی ہے۔

۸:-’’يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ۔‘‘ (التحریم:۸)

ترجمہ:’’جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اس کے ساتھ۔‘‘

۹:-’’قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣعَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ۔‘‘ (یوسف:۱۰۸)

ترجمہ:’’کہہ دے یہ میری راہ ہے، بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جو میرے ساتھ ہے۔‘‘

۱۰:-’’وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى۔‘‘ (الحدید:۱۰)

ترجمہ:’’اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے خوبی کا۔‘‘

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

’’إِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ يُقَاتِلُونَ عَلَى دِينِهِ، فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَيِّءٌ۔‘‘ (مسند احمد، رقم الحدیث:۳۴۶۸)

ترجمہ:’’اللہ تعالیٰ نے اپنے سب بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو محمد ﷺ کے قلب کو ان سب قلوب میں بہتر پایا، ان کو اپنی رسالت کے لئے مقرر کردیا، پھر قلب محمد ﷺ کے بعد دوسرے قلوب پر نظر فرمائی تو اصحاب محمد ﷺ کے قلوب کو دوسرے سب بندوں کے قلوب سے بہتر پایا، ان کو اپنے نبی (ﷺ) کی صحبت اور دین کی نصرت کے لئے پسند کرلیا۔‘‘

۲:-امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

’’مَنْ كَانَ مُتَأَسِّيًا فَلْيَتَأَسَّ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّهُمْ أَبَرُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قُلُوبًا وَأَعْمَقُهَا عِلْمًا وَأَقَلُّهَا تَكَلُّفًا وَأَقْوَمُهَا هَدْيًا وَأَحْسَنُهَا حَالًا، قَوْمٌ اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ بِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَإِقَامَةِ دِينِهِ، فَاعْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوا آثَارَهُمْ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ۔‘‘ (شرح السفارینی للدرۃ المنیفۃ، ج:۱، ص:۱۲۳)

ترجمہ:’’جو شخص اقتداء کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرے، کیونکہ یہ حضرات ساری اُمت سے زیادہ اپنے قلوب کے اعتبار سے پاک، اور علم کے اعتبار سے گہرے اور تکلف وبناوٹ سے دور اور عادات کے اعتبار سے معتدل، اور حالات کے اعتبار سے بہتر ہیں۔ یہ وہ قوم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور دین کی اقامت کے لئے پسند فرمایا ہے۔ تو تم ان کی قدر پہچانو اور ان کے آثار کا اتباع کرو، کیونکہ یہی لوگ مستقیم طریق پر ہیں۔‘‘

۳:۔حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے، نبی کریمﷺ نے فرمایا:

’’اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِيْ أَصْحَابِيْ ، لَاتَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ، فَمَنْ أَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّھُمْ وَمَنْ أَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَھُمْ، وَمَنْ آذَاھُمْ فَقَدْ آذَانِيْ وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللّٰہَ، وَمَنْ آذَى اللّٰہَ فَیُوْشِکُ أَنْ یَّأْخُذَہٗ.‘‘ (ترمذی، ج:۲،ص:۲۲۵)

ترجمہ:’’اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہؓ کے معاملے میں، میرے بعد ان کو (طعن و تشنیع کا) نشانہ نہ بناؤ، کیونکہ جس شخص نے ان سے محبت کی تو میری محبت کے ساتھ ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کے ساتھ ان سے بغض رکھا، اور جس نے ان کو ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذاء پہنچائی، اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی، اور جو اللہ کو ایذاء پہنچانا چاہتا ہے تو قریب ہے کہ اللہ اس کو عذاب میں پکڑ لے گا۔‘‘

۴:۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، نبی کریمﷺ نے فرمایا:

’’إِذَا رَأَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ أَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا: لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ.‘‘ (ترمذی، ج:۲،ص:۲۲۵)

’’جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو برا کہتے ہیں تو تم ان سے کہو: خدا کی لعنت ہے اس پر جو تم دونوں (یعنی صحابہؓ اور تم) میں سے بدتر ہیں۔‘‘

ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں بدتر وہی ہے جو اُن کو برا کہنے والا ہے۔ اس حدیث میں صحابیؓ کو برا کہنے والا مستحقِ لعنت قرار دیا گیا ہے۔

۵:۔علامہ سفارینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اہل سنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ تمام صحابہؓ کو پاک صاف سمجھے، ان کے لئے عدالت ثابت کرے، ان پر اعتراضات کرنے سے بچے، اور ان کی مدح و توصیف کرے، اس لئے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز کی متعدد آیات میں ان کی مدح و ثنا کی ہے۔ اس کے علاوہ اگر اللہ اور اس کے رسولﷺ سے صحابہؓ کی فضیلت میں کوئی بات منقول نہ ہوتی تب بھی ان کی عدالت پر یقین اور پاکیزگی کا اعتقاد رکھنا اور اس بات پر ایمان رکھنا ضروری ہوتا کہ وہ نبیﷺ کے بعد ساری اُمت کے افضل ترین افراد ہیں، اس لئے ان کے تمام حالات اسی کے مقتضی تھے، انہوں نے ہجرت کی، جہاد کیا، دین کی نصرت میں اپنی جان و مال کو قربان کیا، اپنے باپ بیٹوں کی قربانی پیش کی، اور دین کے معاملے میں باہمی خیر خواہی اور ایمان و یقین کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا۔‘‘ (عقیدہ سفارینی، ج:۲،ص:۳۳۸)

۶:۔امام ابوزرعہ عراقی رحمہ اللہ جو امام مسلم رحمہ اللہ کے بڑے اساتذہ میں سے ہیں، ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

’’إذا رأیت الرجل ینتقص أحدا من أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم أنہٗ زندیق وذٰلک أن القرآن حق ، والرسول حق ، وماجاء بہ حق، وما أدّٰی ذٰلک إلینا کلہٗ إلا الصحابۃؓ، فمن جرحھم إنما أراد إبطالَ الکتاب والسنۃ ، فیکون الجرح بہ ألیق، والحکم علیہ بالزندقۃ والضلال أقوم وأحق.‘‘ (ج:۲،ص:۳۸۹)

’’جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے کسی کی بھی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے، اس لئے کہ قرآن حق ہے، رسول (ﷺ) حق ہے، جو تعلیمات آپﷺ لے کر آئے وہ حق ہیں، اور یہ سب چیزیں ہم تک پہنچانے والے صحابہؓ کے سوا کوئی نہیں، تو جو شخص ان کو مجروح کرتا ہے وہ کتاب و سنت کو باطل کرنا چاہتا ہے، لہٰذا خود اس کو مجروح کرنا زیادہ مناسب ہے، اور اس پر گمراہی اور زندقہ کا حکم لگانا زیادہ قرینِ حق و انصاف ہے۔‘‘

ان آیات اور احادیث میں صرف یہی نہیں کہ اصحابِ رسول کی مدح و ثناء اور ان کی رضوانِ الٰہی اور جنت کی بشارت دی گئی ہے، بلکہ اُمت کو ان کے ادب و احترام اور ان کی اقتداء کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ ان میں سے کسی کو برا کہنے کی سخت وعید فرمائی ہے، ان کی محبت کو رسول اللہﷺ کی محبت، ان سے بغض کو رسول اللہﷺ سے بغض قرار دیا گیا ہے۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہ وصحبہ اجمعین۔

حج میں اسلام کا اصلاحی و تجدیدی کارنامہ

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ

اسلام نے حج میں بھی اپنا اصلاحی و تجدیدی کارنامہ انجام دیا ہے، اہل جاہلیت نے حج میں بہت سی جاہلی عادات اور بہت سی بے اساس رسمیں اور بدعتیں شامل کردی تھیں جو حج میں کھلی ہوئی تحریف تھی، اس نے حج کے فوائد و مقاصد کو بے حد نقصان پہنچایا، جاہلی حمیت، قبائلی نخوت، قریش کا فخر و تکبر اور امتیازی برتاؤ ان تحریفات و اضافات کا سب سے بڑا محرک تھا، قرآن مجید اور شریعت اسلامی نے اس بدعت و تحریف کا خاتمہ کیا، ایک ایک بدعت کی بیخ کنی کی اور جاہلیت کی، ایک ایک خصوصیت اور ایک ایک نشان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور اس سے بہتر چیز عطا کی۔

جاہلیت میں قریش حاجیوں کے ساتھ عرفات نہیں جاتے تھے بلکہ حرم ہی میں رُکے رہتے تھے، وہ کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ میں سے ہیں اور بیت اللہ کے محافظ و مجاور ہیں، ان کا منشا یہ تھا کہ وہ بقیہ لوگوں سے ممتاز ہیں، اپنی پوزیشن اور حیثیت اور جو امتیاز و فوقیت ان کے خیال میں ان کو حاصل تھی، اس کو برقرار رکھیں، اللہ تعالیٰ نے اس جاہلی اور نسلی امتیاز کو ختم کیا اور ان کو حکم دیا کہ جس طرح اور لوگ کرتے ہیں، وہی وہ بھی کریں اور عرفات میں قیام کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ“ (البقرہ:۱۹۹)

ترجمہ: ”ہاں تو تم وہاں جا کر واپس آؤ جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں۔“

امام بخاریؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ: قریش اور وہ لوگ جو ان کے طریقہ پر تھے مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے اور ان کو ”حُمس“ کہا جاتا تھا، بقیہ سب عرب عرفات میں قیام کرتے تھے، جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ عرفات جائیں اور وہاں قیام بھی کریں، پھر سب کے ساتھ وہاں سے واپس ہوں اور یہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ”من حیث افاض الناس“ ابن کثیر، ابن عباس، مجاہد، عطاء، قتادہ، سدی اور دوسرے اکابر کا یہی خیال ہے، ابن جریر سے بھی یہی مروی ہے اور سب کا اس پر اجماع ہے۔

عہد جاہلیت میں حج کا موسم ایک دوسرے پر فخر کرنے اور مناظرہ و مقابلہ کا اسٹیج بن گیا تھا، جس طرح عکاظ، ذوالمجنہ اور ذوالمجاز کے بازار اور میلے تھے، اہل جاہلیت ہر ایسی تقریب اور ایسے موقع کی تلاش میں رہتے تھے، جہاں قبائل کو جمع ہو کر قصیدہ خوانی اور لن ترانی کا موقع مل سکے اور اپنے آباؤ اجداد کے کارنامے بڑھ چڑھ کر بیان کئے جائیں ”منیٰ کا اجتماع“ اس جاہلی جذبہ کی تسکین کا بہترین ذریعہ تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا اس کا بہترین بدل عنایت فرمایا، ارشاد ہوا:

”فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا“ (البقرہ:۲۰۰)

ترجمہ: ”پھر جب تم اپنے مناسک ادا کر رہے ہو، تو اللہ تعالیٰ کی یاد کرو، اپنے باپ دادوں کی یاد کی طرح، بلکہ یہ یاد اس سے بھی بڑھ کر ہو۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: اہل جاہلیت حج کے موسم میں ایک دوسرے سے مفاخرت کرتے تھے، کوئی یہ کہتا تھا کہ میرے باپ اس طرح کھلاتے پلاتے تھے اور اس طرح دوسروں کا بوجھ اٹھاتے تھے اور دوسروں کی طرف سے خون بہا دے دیتے تھے، اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کی توصیف کے سوا ان کا کوئی کام نہ تھا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

”فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا“ (البقرہ:۲۰۰)

حج نے مرور زمانہ کی وجہ سے اپنا تقدس، پاکیزگی اور سادگی و صفائی بڑی حد تک کھو دی تھی اور جاہلیت کے میلوں کی طرح ایک میلہ بن کر رہ گیا تھا، جس میں ہر طرح کی تفریح، کھیل، تماشے

اورلڑائی جھگڑے ہونے لگے تھے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی مذمت فرمائی اورارشادہوا:

"فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ" (البقرہ:۱۹۷)

ترجمہ:"توپھرحج میں نہ کوئی فحش بات ہونے پائے اور نہ کوئی بے حکمی اور نہ کوئی جھگڑا۔"

ابن کثیر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن وہب نے بیان کیاوہ کہتے ہیں مالک نے کہا کہ:"اللہ تعالیٰ کا یہ قول:"وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ" یہ تھا کہ قریش مزدلفہ میں مشعرحرام کے پاس قیام کرتے تھے،اور ایک دوسرے سے لڑتے، جھگڑتے تھے،ایک گروہ کہتا تھا ہم حق پر ہیں،دوسرا کہتا تھا،ہم حق پر ہیں، ہمارے خیال میں یہی بات تھی،باقی صحیح علم اللہ کو ہے،محمد بن کعبؒ کہتے ہیں کہ:"قریش جب منیٰ میں جمع ہوتے تھےتوایک دوسرے سے کہتا تھا کہ ہماراحج تم سے زیادہ مکمل ہوا،دوسرے لوگ بھی اسی طرح جواب دیتے تھے۔"

اسی طرح عہد جاہلیت میں عرب جب اپنے معبودوں کے لئے قربانیاں کرتے تھےتو گوشت ان معبودوں کے سامنے رکھ دیتے تھےاور خون ان کے اوپر چھڑک دیتے تھے،اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا" (سورۃالحج:۳۷)

ترجمہ:"اللہ تک نہ ان کا گوشت پہنچتا ہےاورنہ ان کا خون۔"

ابن کثیرابن حاتم سے روایت کرتے ہیں، وہ علی بن الحسین سے،وہ محمد ابن ابی حماد سے،وہ ابراہیم بن المختار سے،وہ ابن جریج سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:"اہل جاہلیت اونٹوں کا خون اور گوشت بیت اللہ پر ڈال دیا کرتے تھے،صحابہ کرامؓ نے یہ دیکھ کرحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں،اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔"

"لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔" (سورۃالحج:۳۷)

ترجمہ:"اللہ تک نہ ان کا گوشت پہنچتا ہےاورنہ ان کا خون۔"

عہد جاہلیت میں ایک رواج یہ تھا کہ جب حج کی نیت کرلیتے تھےتو گھروں میں دروازہ سے ہرگز داخل نہیں ہوتے تھےاوراس کو بہت بڑا گناہ اور حج کو مجروح کرنے کے مترادف سمجھتے تھے، جب تک حالت احرام میں رہتے،پیچھے سے دیوار پھاندکرگھرآتے۔اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی نفی فرمائی اورفرمایا کہ ایسا کرنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے:

"لَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا۔" (البقرہ:۱۸۹)

ترجمہ:"یہ تو(کوئی بھی)نیکی نہیں کہ تم گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آؤ،البتہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے اورگھروں میں ان کے دروازوں ہی سے آؤ۔"

بخاری میں عبیداللہ بن موسیٰ سے روایت ہے وہ اسرائیل سے وہ ابواسحاق سے وہ براء سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:اہل جاہلیت جب احرام میں ہوتےتو گھر کے پیچھے سے داخل ہوتے تھے،اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"لَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا۔"(البقرہ:۱۸۹)

ترجمہ:"یہ تو(کوئی بھی)نیکی نہیں کہ تم گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آؤ،البتہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے اورگھروں میں ان کے دروازوں ہی سے آؤ۔"

ابوداؤدطیالسی نے شعبہ،ابواسحاق نے براء سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:انصار میں سے کوئی شخص جب سفر سے واپس آتا توگھر میں دروازہ سے داخل نہ ہوتا تھا،اس پر یہ آیت اتری۔

ایک رواج یہ تھا کہ بعض لوگ حج کے لئے زادسفرکاانتظام کرنااوراپنے ساتھ سامان لے جانا گناہ سمجھتے تھے،وہ توکل کا مظاہرہ کرتے تھےاور کہتے تھے کہ ہم اللہ کے مہمان ہیں،اس لئے ہم کو زادسفروراحلہ کی کیا ضرورت؟البتہ سوال کرنے اور بھیک مانگ کراپنی ضرورت پوری کرنے میں ان کوکوئی عار نہ ہوتا تھا بلکہ اس کووہ اللہ تعالیٰ کے راستہ کا ایک مجاہدہ سمجھتے تھے،اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی منع فرمایااورارشادہو:

"وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى" (البقرہ:۱۹۷)

ترجمہ:"اور زادِ راہ لے لیا کرو اور بہترین زادِراہ تو تقویٰ ہے۔"

ابن کثیرؒ،عوفیؒ سے روایت کرتے ہیں،وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:"کچھ لوگ اپنے گھر سے اس حالت میں نکلتے کہ ان کے ساتھ کچھ بھی نہ ہوتا اور یہ کہتے کہ ہم بیت

اللہ کا حج کرتے ہیں، کیا اللہ ہمیں نہ کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (وتــزودوا) یعنی اتنا ضرور اپنے ساتھ رکھو جس سے کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔“

بخاری میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اہلِ یمن حج کے لئے جاتے تھے تو اپنے ساتھ زادِ سفر نہ لیتے تھے اور کہتے تھے ہم متوکلین میں سے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى۔“

اسی طرح اہل جاہلیت اس موسم میں تجارت کرنا بھی گناہ سمجھتے تھے اور ایک حلال چیز کو حرام سمجھ بیٹھے تھے، بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ”عکاظ، ذوالمجنہ اور ذوالمجاز جاہلیت کے مشہور بازار تھے، لیکن حج کے موسم میں تجارت جرم تھی۔“ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ۔“ (البقرہ:۱۹۸)

ترجمہ: ”تمہیں اس باب میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم اپنے پروردگار کے ہاں سے تلاش معاش کرو۔“

مجاہدؒ، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: اہلِ عرب حج کے ایام میں بیع وشرا اور تجارت وکاروبار سے پرہیز کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ذکر الٰہی کے دن ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ”لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ۔“

ایک بہت بُرا رواج یہ تھا کہ بیت اللہ کا طواف بعض لوگ برہنہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ان کپڑوں میں طواف نہیں کرتے جن میں ہم معصیت کرتے ہیں، یہ فساد عظیم کا دروازہ اور خالص جاہلی عبادت تھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔“ (الاعراف:۳۱)

ترجمہ: ”اے اولاد آدم ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔“

مسلم اور نسائی میں ابن جریر سے روایت ہے وہ اپنے الفاظ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: اہلِ جاہلیت کعبہ کا طواف برہنہ ہوکر کرتے تھے، مرد دن میں، عورتیں رات میں، عورتیں یہ شعر پڑھتی تھیں:

الیوم یبدو بعضہ او کلہ
وما بدا منہ فلا احلہ

اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ”خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔“

عوفی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ”خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ“ کا مطلب یہ ہے کہ: ”کچھ لوگ کعبہ کا طواف عریانی کی حالت میں کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو زینت کا حکم دیا، زینت وہ لباس ہے جو جسم کے قابل ستر حصوں کو چھپائے اور اس سے خوش پوشاکی بھی نمایاں ہو۔“ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ: ”مجاہد، عطاء، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر، قتادہ، سدی، ضحاک، مالک اور زہری نے اس آیت کی تفسیر میں یہی مسلک اختیار کیا ہے اور ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت مشرکین کے ان طبقوں کے لئے نازل ہوئی جو کعبہ کا طواف برہنہ کرتے تھے۔“

اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر اس کو ختم فرمایا اور حجۃ الوداع سے ایک سال قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجا کہ وہ اس بات کا اعلان کریں کہ کوئی برہنہ شخص کعبہ کا طواف نہ کرے۔

بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ: ”حجۃ الوداع سے ایک سال قبل جس وفد پر حضرت ابوبکرؓ کو آپ نے امیر بنا کر بھیجا اس کو یہ ہدایت کردی کہ قربانی کے روز یہ اعلان کردے کہ اس سال کے بعد اب کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی برہنہ شخص بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔“ (صحیح بخاری)

بعض اہلِ جاہلیت کا عقیدہ یہ تھا کہ صفاء و مروہ کا طواف نہ کرنا چاہئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔“ (البقرہ:۱۵۸)

ترجمہ: ”صفاء مروہ بے شک اللہ کی یادگاروں میں سے ہیں، سو جو کوئی بیت (اللہ) کا حج کرے یا عمرہ کرے، اس پر (ذرا بھی) گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان آمد ورفت کرے۔“

عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ ان سے پوچھا کہ آیت: ”إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔“ کا مطلب کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس کا مطلب یہی ہے کہ جو ان کا طواف کرے اس پر کوئی گناہ نہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے بھانجے! تم نے بالکل

غلط کہا، اگر اس کو اس مفہوم پر محمول کیا جائے جو تم کہہ رہے ہو تو آیت کو اس طرح ہونا چاہیے تھے: "فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا" یہ آیت اس طرح نازل ہوئی کہ انصار اسلام سے پہلے اس (مناۃ) کے لئے تہلیل کرتے تھے جو (مشلل) کے پاس واقع ہے جو اس کی تہلیل کرتا تھا، صفاء و مروہ کے طواف کو برا سمجھتا تھا، پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارہ میں دریافت کیا اور کہا ہم جاہلیت میں صفا و مروہ کا طواف کرنا برا سمجھتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کی سنت جاری فرمائی اب کوئی اس کو ترک نہیں کرسکتا۔ (صحیحین)

امام بخاریؒ محمد بن یوسف سے وہ سفیان سے وہ عاصم بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے صفا و مروہ کے بارہ میں دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کو پہلے جاہلیت کی نشانیوں میں سمجھتے تھے، جب اسلام آیا تو ہم نے اس کو جاہلیت کی بات سمجھ کر ترک کردیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ"

شریعت اسلامی نے ان دوررس اور اہم اصلاحات کے ذریعہ اس عظیم رکن کو وہ ابراہیمی اصل اور حقیقی و پاکیزہ شکل درحقیقت دوبارہ عطا کی ہے جو ہر قسم کی تاویل وتحریک، آمیزش، ملاوٹ اور فریب کی دسترس سے دور اور ہر طرح مکمل اور محفوظ ہے۔ ☆☆☆

قادیانیت سے متاثر ایک نوجوان سے گفتگو

گرمی کا موسم تھا کہ رات کے وقت سونے کے لئے بستر پر دراز ہوا ہی تھا کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ قاری محمد رمضان سلمہ (حال مدرس مدرسہ ختم نبوت چناب نگر) نے دروازہ کھولا تو مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ دروازہ پر تھے۔ اندر تشریف لائے اور فرمایا کہ ایک نوجوان جرمن سے آیا ہے۔ صرف ایک رات چناب نگر اپنے عزیزوں میں ٹھہرا، آدھا قادیانی ہو چکا ہے، اس سے گفتگو کرنا ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی صاحب کے ساتھ روانہ ہوا۔ ایک خوبصورت باریش نوجوان سامنے تھا، علیک سلیک کے بعد راقم نے کہا کہ فرمائیے کیا کیا اشکالات ہیں جو قادیانیوں نے آپ کے دل ودماغ میں انڈیل دیے ہیں اور اس سے بڑی محبت سے گفتگو کی۔ وہ ایک ایک اشکال ذکر کرتا گیا۔ راقم حکمت وموعظت کے جذبہ سے اس کے اشکالات کے جوابات دیتا گیا۔ تقریباً ڈھائی گھنٹے کی مجلس کا یہ فائدہ ہوا کہ وہ نوجوان مطمئن ہوگیا اور کہا کہ اگر آپ نہ آتے تو میں قادیانی ہو کر جرمن واپس جاتا۔ یہ تو اس نوجوان کی کیفیت تھی جس نے تبلیغی جماعت کے ساتھ وقت لگایا ہوا تھا، اگر وہ تبلیغ کے ساتھ وقت نہ لگا چکا ہوتا تو پتہ نہیں وہ کہیں جہنم کا ایندھن بن چکا ہوتا۔ حضرت اقدس سیّد نفیس الحسینی نوراللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ اس قسم کے فتنوں کے ساتھ مسمریزم ہوتا ہے، یعنی جادو کی سی کیفیت ہوجاتی ہے۔

قطب الارشاد، مرشد الاحرار حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے ملفوظات میں لکھا ہے، فرماتے ہیں کہ میں رائے پور اپنے مرشد کی خدمت میں حاضری کے لئے جارہا تھا کہ میرے عزیزوں نے کہا کہ اپنے فلاں عزیز کو ساتھ لیتے جائیں۔ اسے حکیم نورالدین بھیروی جو قادیان میں مقیم تھا کو دکھلا کر اسے واپس بھیج دیں گے اور آپ رائے پور تشریف لے جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں ایک رات قادیان میں رہا، اگر میں نے اپنے مرشد حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کو نہ دیکھا ہوتا تو پتہ نہیں میں کہاں ہوتا۔

ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہم سے یہ نہ پوچھو اس سال کتنے قادیانیوں کو مسلمان بنایا بلکہ یہ پوچھو کہ کتنے مسلمان قادیانیت کے چنگل میں پھنس رہے تھے اور انہیں دوبارہ صراط مستقیم پر گامزن کیا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا سیّد غلام مصطفیٰ شاہ ہمدانی کی رحلت!

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہمدانی یکم رجون ۲۰۱۹ء شام کو وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

وندہ شاہ بلاول ضلع میانوالی، راولپنڈی مین روڈ پر ایک قدیم قصبہ ہے۔ وہاں نقشبندی بزرگ کی معروف خانقاہ اور ان کے گدی نشین رہتے ہیں۔ سادات ہمدانیہ کے اس خاندان کے ایک بزرگ حافظ جلال شاہ، خانقاہ سلیمانیہ تونسہ شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ نظام الدین صاحب سے بیعت تھے۔ سید جلال شاہ صاحب کا گھر بونگا نزد دتے والا ضلع بھکر تھا۔ حافظ سید جلال شاہ صاحب کی شادی حضرت خواجہ نظام الدین صاحب نے تونسہ شریف میں کرائی تو یہ دتے والا سے تونسہ شریف آباد ہوگئے۔ حافظ سید جلال شاہ اور ان کی اہلیہ دونوں ظاہری بینائی سے محروم تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے دیئے۔ ان میں سے ایک سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہمدانی تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم خانقاہ سلیمانیہ کے ساتھ قائم جامعہ محمودیہ میں حاصل کی۔ اس زمانہ میں مناظر اسلام مولانا عبدالستار تونسوی کے برادر خورد مولانا احسان الحق تونسوی بھی یہاں پڑھتے تھے۔ مولانا احسان الحق صاحب اور مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھی تھے۔

مولانا احسان الحق صاحب تو دارالعلوم کبیر والا چلے گئے۔ پھر مدت العمر وہاں پڑھاتے بھی رہے۔ البتہ مولانا غلام مصطفیٰ شاہ صاحب نے قاسم العلوم ملتان سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحبؒ کے آپ نامی گرامی شاگرد تھے۔ اس زمانہ میں انہیں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خدمت کی بھی اللہ تعالیٰ نے سعادت عنایت فرمائی۔ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب بہت ہی اجلا لباس پہنتے تھے۔ پان کے رسیا تھے۔ وضع داری نبھانا انہیں آتی تھی۔ ان پر عسر و یسر کے دور آئے ہوں گے لیکن آپ نے کبھی اپنی وضع داری کو ترک نہیں کیا۔ اسے نبھایا اور خوب نبھایا۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ فرماتے تھے کہ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب نے حضرت امیر شریعتؒ کی خوب خدمت کی۔ ان کا عنایت کردہ دست غیب کا کوئی وظیفہ سید غلام مصطفیٰ کے پاس تھا کہ زندگی بھر خوب چھکتے مہکتے رہے اور قدرت نے کسی کا محتاج نہیں کیا۔

اس زمانہ میں تنظیم اہل سنت کے حضرت مولانا سید نور الحسن بخاری، حضرت مولانا دوست محمد قریشی، حضرت مولانا عبدالستار تونسوی بیرون بوہڑ گیٹ مسجد آم والی میں ان متذکرہ حضرات کا قیام ہوتا تھا۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا سید منظور احمد شاہ صاحب سے مولانا غلام مصطفیٰ شاہ کی شناسائی ہوئی جو پھر دوستی میں بدل گئی۔ اس مرکز میں آپ نے مناظرہ اور تقابل ادیان کا کورس کیا۔ پھر آپ کراچی چلے گئے۔ کچھ عرصہ کراچی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ کے طور پر گرانقدر درخشندہ یادوں کو قائم کیا۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد، حضرت مولانا تاج محمود، حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہم سے بھی

> **سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب بہت ہی اجلا لباس پہنتے تھے۔ پان کے رسیا تھے۔ وضع داری نبھانا نہیں آتی تھی۔ ان پر عسر و یسر کے دور آئے ہوں گے لیکن آپ نے کبھی اپنی وضع داری کو ترک نہیں کیا۔ اسے نبھایا اور خوب نبھایا**

محبانہ ومخلصانہ تعلق تھا۔ جھنگ کے معروف احرار رہنما جناب بلال زبیری صاحب سے تعلقات ہوئے تو لال مسجد جھنگ شہر کی معروف اور مرکزی مین بازار کی مسجد میں امامت وخطابت سنبھال لی۔ یوں آپ کا جھنگ مستقل قیام ہوگیا۔ اب جنازہ بھی یہیں سے اٹھا ہے۔ حق تعالیٰ نے آپ سے خوب کام لیا۔ اس زمانہ میں حضرت مفتی غلام حسین صاحب مرحوم جھنگ کے بلاشرکت غیرے مذہبی رہنما تھے۔ وہ جھنگ صدر میں اور مولانا غلام مصطفیٰ شاہ جھنگ شہر میں خوب ان حضرات کی جوڑی بنی۔ یہ بہت پرانی بات ہے۔ مولانا حق نواز مرحوم کی تعلیم سے بھی پہلے کے یہ واقعات ہیں۔ ان دونوں حضرات نے اسلامیان جھنگ کی خدمت کی اور خوب کی۔ حق تعالیٰ نے ان حضرات کو خوب عزت وشہرت بھی دی۔

نہیں یاد کہ فقیر کا کب حضرت مولانا غلام مصطفیٰ شاہ صاحب سے تعارف ہوا۔ لیکن یہ خوب یاد ہے کہ مارشل لاء دور میں جب باب حضرت عمرؓ پر سانحہ رونما ہوا اور گولی چلی تب یحییٰ خان کے مارشل لاء کا دور تھا۔ ان شہداء کا جنازہ پڑھنے کے لئے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری تشریف لے گئے۔ تب شہر میں کرفیو کا سا منظر تھا۔ آپ نے طویل سفر دیہات اور ریلوے پٹری کے ساتھ پیدل طے کیا۔ فقیر کو بھی آپ مرحوم کی ہمراہی کی سعادت سے اللہ تعالیٰ نے سرفراز کیا اور شہداء کے جنازہ میں شرکت کی سعادت نصیب فرمائی۔ یاد رہے کہ اس جنازہ کے منتظمین میں سب سے نمایاں سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب تھے۔ حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی مرحوم سے آپ کی برادرانہ یاد اللہ تھی۔ اس زمانہ میں آپ نے جمعیۃ علماء اسلام میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جھنگ میں شیخ محمد اقبال جو جمعیۃ علماء اسلام کے امیدوار تھے۔ ان کے حق میں آپ نے وہ الیکشن مہم چلائی کہ خدا کی پناہ۔ حضرت مولانا خواجہ قمرالدین سیالوی کے مرید جناب غلام حیدر بھروانہ اور حضرت مولانا محمد ذاکر جامعہ محمدی شریف اور شیخ محمد اقبال یہ سب حضرات اس الیکشن میں دینی جماعتوں کے ٹکٹ پر کامیاب ہوئے۔ ان حضرات کی اس کامیابی میں نمایاں کردار جن حضرات نے ادا کیا ان میں مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ ہمدانی بھی شریک عمل تھے۔ آگے چل کر حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب جمعیۃ علماء اسلام سے علیحدہ ہوکر ہزاروی گروپ میں چلے گئے۔ جمعیۃ سے علیحدگی کے بعد پہلا جلسہ حضرت قاسمی صاحب کا جھنگ شہر میں مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب کے ہاں تھا۔ اس طرح شاہ صاحب بھی ہزاروی گروپ میں چلے گئے۔ یوں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی سے ان کی مودت قائم ہوئی۔ آپ اس زمانہ میں ایسے ہزاروی گروپ میں منہمک ہوئے کہ جھنگ صدر کی دینی قیادت مولانا مفتی عبدالحلیم، مولانا یٰسین، مولانا فاروق ان سے نالاں ہوگئے۔ آگے شیخ محمد اقبال صاحب بھی جمعیۃ علماء اسلام سے غفرلہ ہوگئے۔ یوں کسی زمانہ میں جھنگ جو جمعیۃ علماء اسلام کا گڑھ شمار ہوتا تھا اس میں انحطاط در آیا۔

یحییٰ خان صاحب کے مارشل لاء کے زمانہ میں مولانا سید غلام مصطفیٰ صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے تو ان کے ہاں لال مسجد میں جمعہ پڑھانے کی مجلس نے فقیر کے ذمہ ڈیوٹی لگائی۔ مسجد کی انتظامیہ چاہتی تھی کہ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب کی عدم موجودگی میں ان کو خطابت سے فارغ کردیں۔ یہ بہانہ تلاش کرنے کے چکر میں تھے۔ طے کیا کہ ان کی جگہ جو خطیب صاحب (فقیر راقم) جمعہ پر آتے ہیں انہیں کرایہ نہ دیا جائے تو یہ جمعہ چھوڑ دیں گے۔ ہماری مراد بر آئے گی۔ فقیر نے ان کو یہ موقع نہ دیا۔ کرایہ کا فقیر کے ہاں کوئی مسئلہ نہ تھا۔ جمعہ پر بیان ہوتا رہا۔ حاضری بھی نہ ٹوٹی۔ مسجد کی انتظامیہ بھی متبادل راستہ پر چل نہ سکی۔ اس دور میں حج کے سفر میں چونکہ تین ساڑھے تین ماہ لگ جاتے تھے۔ شاہ صاحب حج پر تھے کہ اس سال محرم پر گزشتہ سال کی تلخی برقرار تھی۔ ابھی ۱۹۷۰ء کے الیکشن کو بھی دیر تھی۔ تب حکومت نے دس محرم کے جلوس سے قبل سنی قیادت کو گرفتار کرنا شروع کیا۔ فقیر جمعہ کے بعد جھنگ شہر سے ملتان جانے کے لئے جھنگ صدر تانگہ پر آرہا تھا تو مین روڈ پر سٹیڈیم کے قریب گرفتار کرلیا گیا۔ یوں جیل پہنچ گئے۔ تب جھنگ صدر وجھنگ شہر کی تمام دینی قیادت پہلے سے جیل میں پہنچی ہوئی تھی۔ فقیر راقم بھی ان میں جا شامل ہوا۔ ایک ماہ بعد ضمانت ہوئی۔

جیل کے زمانہ میں جناب حاجی اللہ دتہ، جناب اللہ وسایا مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے صدر وناظم کے عہدیداران تھے۔ ان حضرات نے خوب خدمت کی۔ میرے استاذ مرحوم حضرت مولانا حافظ اللہ بخش صاحب جھنگ جیل ملاقات کے لئے انہیں حضرات کی رہنمائی میں تشریف لائے۔ مولانا سید غلام مصطفیٰ حج پر۔ ان کا نائب فقیر راقم جیل میں۔ لیکن علماء کی گرفتاریوں نے ایسا ماحول گرما دیا کہ پوشیدہ دلی خواہش کے باوجود مسجد کی انتظامیہ مسجد کی خطابت سے مولانا

سید غلام مصطفیٰ شاہ کو ہٹا نہ سکی۔شاہ صاحب حج سے واپس آئے۔ادھر فقیر راقم بھی رہا ہوگیا۔ جب شاہ صاحب کو معلوم ہوا کہ میری نیابت کے لئے فقیر راقم نے کرایہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قربانی دی ہے تو اس بات سے اتنے متاثر ہوئے کہ فقیر راقم سے ان کی دوستی نے دو بھائیوں کی سی محبت کا روپ اختیار کرلیا۔عرصہ تک ایسے رہا کہ وہ جمعہ جھنگ پڑھا کر فیصل آباد آتے اور اگلے جمعہ تک فقیر کا ساتھ رہتا۔اس زمانہ میں حضرت قاسمی صاحب سے بھی ان کی دوستی کا رنگ سوایا تھا۔ وہ ان کے خواجہ تاش تھے اور فقیر ہر دو حضرات کے چہرہ ابرو پر نظر رکھنے کا کردار نبھاتا۔ گزری اور خوب گزری۔پھر سانحہ سوبلیلیل کا پیش آیا۔گڑھ مہاراجہ میں تنظیم اہل سنت کی کانفرنس ہوئی۔حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی اس کانفرنس کے دارالمہام تھے۔مولانا حق نواز صاحب کا کردار بھی نمایاں تھا۔اس جدوجہد میں مولانا سید غلام مصطفیٰ بھی کسی سے کم نہ تھے لیکن جمعیۃ سے علیحدگی کے باعث وہ تنظیم اہل سنت کے سٹیج پر نمایاں ہونے کے باوجود کھوئے کھوئے رہنے لگے۔آپ نے پھر جھنگ شہر لال مسجد کی خطابت کو خیرباد کہا۔فیصل آباد جناح کالونی مسجد غفوری میں کچھ عرصہ امام وخطیب رہے۔ جناب طاہر القادری صاحب جھنگ کے ہیں۔ جناب میاں محمد نواز شریف پنجاب کے وزیراعلیٰ تھے۔ جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب کی خواہش پر طاہر القادری صاحب نے انہیں جامع مسجد دھوبی گھاٹ فیصل آباد میں اوقاف کا امام وخطیب لگوادیا۔فقیر کا فیصل آباد سے چناب نگر تبادلہ ہوگیا۔ پہلے شاہ صاحب فیصل آباد میں فقیر کے ہاں مہمان رہتے۔اب انہوں نے مسجد میں ڈیرہ لگایا اور پھر کسی نہ کسی بہانہ سے ریٹائرمنٹ کے باوجود اس مسجد میں ان کا آنا جانا رہا۔

آپ خوب مطالعہ کے دھنی تھے۔”یادوں کی بارات“ فقیر نے ان سے لے کر ایک رات میں پڑھی۔ان کے مطالعہ کا ذوق خوب تھا۔ اشعار انہیں ازبر تھے۔کبھی ذوق میں اشعار ترنم سے پڑھتے تو منظر بن جاتا۔بات سے بات نکالنا ان پر ختم تھا۔اس وقت کی دینی قیادت سے ان کے نیازمندانہ تعلقات تھے۔حق تعالیٰ نے ان تمام بزرگوں کی خوبیوں کا ان کو نمونہ بنادیا تھا۔ مقدر کے خوب تیز آدمی تھے۔ جہاں رہے خوبصورت یادوں کا مرکز رہے۔وہ بہت دوررس نظر رکھتے تھے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تمام دینی قیادت سے ان کے مراسم تھے۔ چنیوٹ، پھر چناب نگر کانفرنسوں وتعمیرات میں برابر باخبر رہتے تھے۔چناب نگر کام میں مدد کے لئے ضلع جھنگ میں ان کا وجود بہت غنیمت تھا۔آخری عمر میں آنکھوں کی رونق پھیکی پڑگئی۔اس کے باوجود انہوں نے یادوں کو خوب نبھایا۔خوب طویل عمر پائی۔ان کی یادوں کا ایک باب اور ان کی زندگی کا ایک دور اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔فقیر کے دو بھائی تھے۔آخر تک یہ دوستی قائم رہی بلکہ مزید گہری ہوتی گئی۔ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت تھی وہ سب جاتے رہے۔مگر انہوں نے اس اداسی کو اپنے اوپر مسلط نہیں ہونے دیا بلکہ ان کی سنہری یادوں کو مزید جلا بخشتے رہے۔

فقیر راقم کی یاداشت میں ایک مولانا عبدالروف جتوئی والوں کی وفات کا عید کے بعد دفتر آکر ہفتہ بعد پتہ چلا۔اس زمانہ میں فون وغیرہ کی دیہات میں سہولت حاصل نہ تھی۔ دوسرے محترم جناب سردار میر عالم خان لغاری ان کی وفات کا بھی ہفتہ عشرہ بعد کسی اخبار سے معلوم ہوا۔تیسرے مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب کی وفات کا بھی بروقت علم نہ ہوا۔فقیر کی عادت ہے کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں فون بند رکھتا ہے۔اس دوران ان کا انتقال ہوا۔ فقیر کو معلوم نہ ہوسکا۔عید کے بعد دوستوں سے ملنا ہوا تو کسی نے ذکر نہ کیا۔آج ۲۵؍جون کو مولانا فقیر اللہ اختر نے فون کیا۔شاہ صاحب پر مضمون کا پوچھا تو فقیر نے وفات سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ تین ہفتے ان کے وصال کے بعد فقیر کو خبر ہوئی تو اس چوٹ سے دل اتنا گھائل ہوا کہ بس کچھ نہ پوچھیے۔تاہم خوشی ہے کہ رمضان شریف کا آخری عشرہ وفات، ۲۶؍رمضان دن کو جنازہ۔تدفین ۲۷؍رمضان شریف کی رات۔زہے نصیب! کہ اس لال مسجد جھنگ شہر کی گلی میں واقع رہائش سے ان کا جنازہ اٹھا۔وہ کیا گئے کہ یادوں کو ہی سمیٹ کے ساتھ لے گئے۔خوب آزاد منش آدمی تھے۔ حضرت شاہ صاحب نیک سرشت، نرم خو، ہنس مکھ، دوست دار، غنی دل، سیر چشم، مرنجاں مرنج انسان تھے۔دکھ، سکھ میں ہمیشہ تقدیر الٰہی پر راضی رہے۔

آپ اپنے معمولات کے نہایت سختی کے ساتھ پابند تھے۔ورد ووظائف، تلاوت، کثرت درود شریف کے علاوہ اوراد فتحیہ حزب البحر پڑھنے کا معمول بلاناغہ جاری تھا۔

مرحوم کا نماز جنازہ مولانا عبدالعلیم حقانی خطیب لال مسجد نے پڑھایا اور جھنگ سٹی کے بڑے قبرستان میں ابدی نیند سوگئے۔حق تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائیں۔آمین!☆☆☆

حج کے فضائل و مسائل

بیان: حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ (قسط:۲) ضبط وترتیب: مولانا محمد قاسم

گزشتہ جمعہ میں نے حج کے متعلق چند ابتدائی باتیں عرض کی تھیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام شرعی احکام میں ایک جاذبیت اور کشش رکھی ہے اور شریعت کا ہر عمل اعلیٰ، افضل اور ہماری فطرت کے بالکل موافق ہے۔ آدمی کلمہ پڑھتے ہی دل میں یہ یقین رکھتا ہے اور زبان سے اقرار کرتا ہے کہ میں اللہ کو وحدہ لاشریک مانتا ہوں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں، پھر نماز کے ذریعہ اپنی عاجزی اور پستی کا اظہار کرتا ہے، کبھی مال کے ذریعہ اپنی قربت کا اقرار کرتا ہے اور کبھی بھوکا پیاسا رہ کر اپنے رب کو راضی رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور کبھی اجتماعی طور پر جان بھی اور مال بھی صرف کرکے اللہ کے سامنے گڑگڑاتا ہے، روتا ہے، اللہ سے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس بندہ کی ان آہوں، التجاؤں اور دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں، اور پھر یہ اعلان ہوجاتا ہے کہ جس آدمی نے اللہ کے لئے حج کیا، اللہ کو راضی کرنے کے لئے، اللہ کو خوش کرنے کے لئے، پھر اس نے گناہ کی بات بھی نہیں کی، اللہ کی نافرمانی بھی نہیں کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ اس طرح گناہوں سے پاک اور صاف ہوکر واپس آتا ہے جس طرح بچہ بغیر گناہوں کے پاک اور صاف ماں کے پیٹ سے آتا ہے۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۲۲۱، ط: قدیمی)

یہ باتیں تو میں نے گزشتہ جمعہ عرض کی تھیں، آج بات کو آگے بڑھاتا ہوں۔ یہ حج اسلام کی پانچ بنیادوں میں سے ایک ہے اور حج کا سبب بیت اللہ ہے۔ حج کرنے والا اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے جاتا ہے، یہ سبب ہے۔ اللہ کا گھر ایک ہے، اس لئے زندگی میں ایک مرتبہ صاحب استطاعت پر حج کرنا فرض ہے اور بار بار کرتا ہے تو یہ اس کے ذوق کی بات ہے، یہ نفلی حج ہے۔ اور بہت سارے انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی حج کئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ہماری ماں ہیں، فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ مجھے جہاد کے لئے آپ اجازت دیں، میں بھی جہاد میں شریک ہوا کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورتوں کا جہاد یہ ہے کہ وہ حج پر جائیں۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۲۲۱ طبع قدیمی)

جب یہ بات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سنی تو اس کے بعد کبھی حج کا ناغہ نہیں کیا، ہر سال جاتی تھیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے کئی حج کئے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بارہ میں آتا ہے کہ انہوں نے چالیس سال حج کا ناغہ نہیں کیا، مسلسل جاتے تھے، ذوق کی بات ہے، شوق کی بات ہے۔

"واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس" (البقرۃ:۱۲۵) ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لئے "مثابہ" بنایا ہے۔ علما نے اس "مثابہ" کے دو معنی لکھے ہیں: (۱) ثاب یثوب سے: بار بار لوٹنے کی جگہ۔ ہمارا جو مسلمان بھائی ابھی تک وہاں نہیں پہنچا، اس کے دل میں بھی خواہش ہے، تڑپ ہے، محبت ہے کہ میں وہاں جاؤں، لیکن جو ایک مرتبہ گیا ہے اور واپس آیا ہے، اب اس کی جو چاہت ہے، اس آدمی سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے، جی چاہتا ہے کہ میں اڑ کر وہاں پہنچ جاؤں! یہ ہے "مثابہ" کا ایک معنی۔ اور دوسرا معنی لکھا ہے: "بہت زیادہ ثواب کی جگہ۔" "ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لئے ثواب کی جگہ بنایا ہے۔" دیکھئے! یہاں ہم نیکیوں کا موازنہ کرتے ہیں کہ کبھی ایک نیکی کا بدلہ دس گنا، کبھی سات سو گنا اور اس سے بھی زیادہ۔ اکیلے نماز پڑھو تو ایک نماز کا ثواب، جماعت سے پڑھو تو ستائیس نمازوں کا ثواب، بڑی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھو تو پانچ سو کا ثواب، لیکن بیت اللہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے، ایک نماز پڑھو تو ایک لاکھ کا ثواب ملتا ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ لوگ نمازیں چھوڑتے رہیں اور وہاں جاکر ایک نماز پڑھ لی کہ ایک لاکھ ادا ہوگئیں، ایسا نہیں ہے۔ قضا اپنی جگہ لازم ہے، لیکن وہاں جو نماز پڑھی ہے اس

کے اندر یہ خصوصیت پیدا ہوگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر عطا فرماتے ہیں۔ نماز پڑھیں، اس کا ثواب بڑھ جاتا ہے، صدقہ خیرات کریں، اس کا ثواب بڑھ جاتا ہے، ہر ایک چیز کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ہم نے بیت اللہ کو بار بار لوٹنے کی جگہ اور امن کی جگہ بنایا ہے۔''

یہ فقہی مسئلہ ہے کہ آدمی کتنا ہی بڑا مجرم کیوں نہ ہو لیکن جب حرم میں داخل ہوگیا وہ امن والا ہوگیا، اب اسے کوئی پکڑ نہیں سکتا، اللہ کی امان میں آگیا ہے۔ ''ومن دخلہ کان اٰمنا۔'' (آل عمران:۹۷) اور یہ مسئلہ ہے کہ حدود حرم میں جتنے پرندے ہیں، محرم کے لئے وہ بھی امن والے بن گئے، حالتِ احرام میں ان کا شکار نہیں ہوسکتا۔ حدودِ حرم میں جتنے درخت ہیں، وہ مامون ہوگئے کوئی محرم درخت نہیں کاٹ سکتا۔ یہ حرم کی فضیلت ہے۔

اور عجیب بات علماء نے لکھی ہے کہ ایک ہے مسجد حرام، یہ ایک دائرہ ہے، اسے مسجد حرام کہتے ہیں۔ اور دوسرا دائرہ جو اس سے بڑا ہے، اسے حدود حرم کہتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پہلے یہ حدود متعین کئے تھے۔ حضرت ابراہیم کو بتائے تھے، پھر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائے کہ اگر مشرق سے کوئی آرہا ہے، اس کی میقات کہاں سے ہے؟ مدینہ منورہ سے آرہا ہے تو اس کی میقات کہاں سے ہے؟ تین دائرے ہیں، ایک دائرہ مسجد حرام کا ہے، ایک دائرہ حدود حرم کا ہے۔ جو عبادت حرم میں ہے، اس کا احرام حرم سے باہر اور جو عبادت حرم سے باہر ہے اس کا احرام حدود حرم میں۔

عمرہ کس چیز کا نام ہے؟ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی (جسے دوڑنا کہتے ہیں) سات چکر بیت اللہ کے اور سات ہی چکر صفا و مروہ کے درمیان۔ صفا سے چلے مروہ، ایک۔ مروہ سے پھر صفا۔ تو ان دو چیزوں کا نام عمرہ ہے۔ اور یہ حدود حرم میں ہیں تو اس کا احرام حدود حرم سے باہر باندھنا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں سے جو جاتے ہیں، احرام باندھ کر جاتے ہیں اور اگر وہاں رہتے ہوئے عمرہ کرنا ہے تو حدود حرم سے باہر نکلو اور قریب ترین جگہ مسجد عائشہ ہے، وہاں حرم کی جگہ ختم ہوجاتی ہے اور ''مسجد عائشہ'' تھوڑا باہر ہے۔ یہاں سے احرام باندھتے ہیں۔ جرانہ ہے، وہاں تک حدود حرم ہے، جرانہ باہر ہے، وہاں سے چلے جائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب حج کے لئے آئیں تو عذر لاحق ہوگیا، اب واپسی کی تیاری ہوگئی تو کہنے لگیں کہ دوسروں نے حج بھی کیا ہے، عمرے بھی کئے اور میں نے تو عمرہ کیا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کے ساتھ بھیجا کہ جاؤ اور تنعیم سے... اس وقت تو مسجد عائشہ نہیں تھی، یہ بعد میں بنائی گئی... ان کو احرام بندھوا کر لاؤ، تو چونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے خود بھی وہاں سے احرام باندھا اور ان کے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے بھی احرام باندھا، احرام باندھ کر آئے اور عمرہ کیا۔ اس لئے علماء کہتے ہیں کہ اگر وہاں رہتے ہوئے عمرہ کرنا ہے تو قریب ترین جگہ مسجد عائشہ ہے۔

آج کل لوگ اس میں تھوڑی سی گڑ بڑ کرتے ہیں، شور مچاتے ہیں کہ یہاں سے تو عورتوں کا عمرہ ہے۔ بھئی! حج اور عمرہ کی عبادت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں کیا اور پھر میں نے بتادیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی احرام باندھا اور ان کے بھائی عبدالرحمنؓ نے بھی وہاں سے احرام باندھا ہے، تو اگر مردوں کے لئے منع ہوتا تو حضرت عبدالرحمنؓ احرام نہ باندھتے اور آج چودہ سو سال ہوگئے، تواتر سے امت یہاں سے جاتی ہے، احرام باندھتی ہے اور آکر عمرہ کرتی ہے۔ موٹا اصول ہے کہ حدود حرم سے باہر کہیں سے بھی جاؤ، احرام باندھ کر آجاؤ، ہم کوئی خاص نہیں کہتے کہ یہی جگہ ہے۔ جرانہ چلے جائیں، تانج چلے جائیں، وہاں بھی میقات پڑتا ہے اور مدینہ منورہ آجائیں، یہاں سے بیر علی ہے اور اگر دوسری طرف سے آئیں تو جحفہ ہے، جہاں سے بھی جاؤ احرام باندھ کر آجاؤ۔

یہ حج میدانِ عرفات میں ہوتا ہے، یہ عرفات حدود حرم سے باہر ہے اور حج نام ہی وقوف عرفہ کا ہے یعنی حج کا سب سے بڑا رکن وقوف عرفہ ''عرفات میں ٹھہرنا'' ہے۔

حج میں تین چیزیں فرض ہوتی ہیں، ایک ہے احرام، یہ شرائط میں داخل ہے۔ احرام کے بغیر تو نہ حج ہوتا ہے اور نہ عمرہ ہوتا ہے اور یہ بھی عرض کردوں کہ احرام ان دو چادروں کا نام نہیں ہے۔ نام تو ان کا احرام پڑ گیا ہے لیکن احرام اس کا نام نہیں ہے۔ احرام ''نیت'' کا نام ہے اور اس کی علامت کہ اب جب آپ نے نیت کرلی، آپ نے صرف دو چادریں پہنی ہیں۔ حاجی دعا کرتا ہے، اگر عمرہ ہے تو دعا کرتا ہے کہ: اے اللہ! میں

عمرہ کا ارادہ رکھتا ہوں، اسے میرے لئے آسان فرما اور اسے قبول فرما۔" "اللّٰھم انی ارید العمرۃ فیسرھا لی وتقبلھا منی" یہ کہنے کے بعد تین مرتبہ تلبیہ پڑھنا سنت ہے۔ مردوں کے لئے بلند آواز سے اور خواتین کے لئے آہستہ آواز سے: "لبیک اللّٰھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک" یہ حاجیوں کا ترانہ ہے اور اسے زیادہ سے زیادہ پڑھنا عبادت ہے۔ جب احرام باندھ لے پھر ہر چیز پیچھے ہوجاتی ہے اور سب سے بڑی عبادت تلبیہ ہے۔ سواری پر بیٹھو تلبیہ پڑھو، اترو تلبیہ پڑھو، کہیں وادی پر چڑھنا ہے تلبیہ پڑھو، اترنا ہے تلبیہ پڑھو، بار بار پڑھو۔

اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بھائی حج وعمرے کے لئے جاتے ہیں، ان بے چاروں کو تلبیہ بھی نہیں آتا، تو میں عرض کررہا تھا کہ حج میں تین چیزیں فرض ہیں:

(۱) احرام: آدمی غسل کرے، صفائی کرے، مردوں کے لئے یہ غسل پاکیزگی وطہارت ہے اور عورتیں اگر معذور نہیں ہیں تو وہ بھی غسل کریں۔ معذور ہیں تو یہ پاکی کا غسل تو نہیں ہوگا لیکن صفائی کا ہوگا، اس کے لئے بھی افضل ہے اور نیت کریں، یہاں سے عمرہ کی کرنی ہے تو عمرہ کی کریں اور پھر یہ تلبیہ پڑھ لیں، حج افراد ہے تو یہی طریقہ ہے اور عمرہ ہے تو اس کا بھی یہی طریقہ ہے۔

دوسرا فرض وقوف عرفات ہے جو میں کہہ رہا تھا کہ حج کا بڑا عمل عرفات میں ٹھہرنا ہے اور اس کا وقت ۹ ذوالحجہ کے زوال کے بعد شروع ہوتا ہے، مغرب تک رہتا ہے۔ یہ افضل وقت ہے۔ اس کا اصل وقت اگلے دن کی صبح تک ہوتا ہے، رات بھی اس میں شامل ہے۔

آج کل بعض اوقات انتشار ہوجاتا ہے کہ بس والوں کو تو عرفات میں جانے کا راستہ ہی نہیں ملتا، مغرب ہوجاتی ہے، کبھی کبھی عشاء بھی ہو جاتی ہے۔ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے رات کو جب آپ مزدلفہ میں تشریف فرما تھے کہ اللہ کے نبی! میں گھر سے حج کے ارادے سے چلا اور اپنی اونٹنی کو بھگایا، اسے تھکا دیا، لاغر کردیا اور میں نے کوئی وادی نہیں چھوڑی جسے عبور نہ کیا ہو، بھاگتے بھاگتے رات ہوگئی، اب آیا میرا حج ہوگیا یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج ہوگیا، یعنی صبح صادق سے پہلے پہلے جو عرفات میں پہنچ گیا، اس کا حج ہوگیا۔ آج کل سعودی حکومت نے وہاں کے رہنے والوں کے لئے بڑی پابندی لگائی ہوئی ہے، بڑی سختی ہوتی ہے کہ یہ حج میں نہیں آسکتے اور وہ چیکنگ بھی کرتے ہیں، اقامہ، ویزہ دیکھتے ہیں اور کوئی پکڑا جائے تو جرمانہ دس ہزار ریال یا پتہ نہیں کتنا لگاتے ہیں، تو پھر وہاں کے رہنے والے اکثر چھپ چھپا کر رات کو عرفات میں پہنچتے ہیں کہ ہمارا بھی حج ہوجائے تو حج ہوجاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جسے عرفات مل گیا تو اس کا حج ہوگیا۔"

اب تیسری چیز رہتی ہے۔ طواف زیارت: یہ بھی فرض ہے یعنی حاجی لوگ عرفات سے واپس آتے ہیں، رات کو مزدلفہ میں ٹھہرتے ہیں، یہ سنت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ٹھہرے ہیں۔

ایک بات یہاں عرض کردوں کہ حجاج میں خواہشیں بہت پیدا ہوگئی ہیں کہ میری خواہش کے مطابق کام ہو اور آج کل انہوں نے سنت کو اہمیت دینا ترک کردیا ہے، مزدلفہ میں ٹھہرنا بھی مسنون ہے اور پھر منیٰ میں تین دن ٹھہرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، کیونکہ آپ نے جو حج فرمایا ہے اس میں تینوں دن آپ کہیں نہیں گئے، منیٰ ہی میں تینوں دن ٹھہرے، صرف طواف زیارت کے لئے آپ مکہ گئے تھے۔ آج کل ہمارے حجاج اپنے مکانوں پر چلے جاتے ہیں، کسی کی بلڈنگ عزیزیہ میں ہے اور کسی کی مکہ ٹاور میں ہے۔ یہ شیطان، جب تک طواف زیارت نہیں ہوتا، بالکل بندھا ہوا ہوتا ہے، جیسے رمضان میں اس کا بس نہیں چلتا ہے، لیکن جیسے یہاں عید کا چاند نظر آیا اور حج کے موقع پر جیسے ہی طواف زیارت ہوا، اب ان کے اندر خواہشیں انگڑائی لینا شروع کردیتی ہیں، ہٹے کٹے ہوتے ہیں لیکن "حضرت جی! میں بیمار ہوگیا، چل نہیں سکتا، میری جگہ کوئی اور کنکریاں مار سکتا ہے؟" بھئی! تو پاکستان سے چلا، اپنے ملک سے چلا، عمرہ بھی کیا، طواف بھی کئے اور وہاں سے بھی چلے، یہاں آگئے، طواف زیارت بھی کرلیا، اب شریعت آپ پر سختی تو نہیں کرتی کہ آپ ابھی ابھی جاؤ، بھئی! پورا دن ہے، رات کو بھی آپ کنکریاں مار سکتے ہیں، دوسرے دن کی صبح تک۔ تو بھئی یہ کام خود کرنا چاہئے، کسی کی والدہ بیمار ہوجاتی ہے، کسی کا والد، اور کوئی خود بیمار ہوجاتا ہے، حالانکہ پہلے کوئی بیمار نہیں تھا، اور کوئی کہتا ہے کہ یہاں رہنا ہی تو ہے، یہاں منیٰ میں کوئی عبادت تو ہے نہیں، چلو اب بلڈنگ میں، پورے قافلے کے قافلے

...اللہ معاف فرمائے... بلڈنگ میں چلے جاتے ہیں۔ یہ شیطان ان کی عبادت سے اپنا حصہ وصول کرتا ہے۔

میرے بھائیو! یہ حج نہیں ہے، یہ آرام طلبی ہے۔ پھر اس پر جو ملنا چاہئے، وہ نہیں ملتا۔ میں نے گزشتہ جمعہ بھی عرض کیا کہ اسلام کے بڑے بڑے ارکان میں یہ چیز ہے کہ: ''اپنے آپ کو اللہ کے حکم کے سامنے سپرد کردینا'' ''ومن یسلم وجهه الی اللّٰه وهو محسن۔''(لقمان:۲۲) جو آدمی اپنے آپ کو اپنی ذات کو اللہ کے سپرد کردے، اس کے لئے اللہ کے ہاں اجر بھی ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہے، نہ وہ غمگین ہوں گے۔ لیکن یہاں ہم اپنی خواہشیں چلائیں، نہیں بھائی! یہ غلط بات ہے۔ تینوں دن منیٰ میں ٹھہرنا ہے اور اللہ کا فضل ہے کہ ہم تینوں دن وہاں ٹھہرتے ہیں، ہمارے قافلے والوں کی بھی کوشش ہوتی ہے، میں انہیں سمجھاتا ہوں کہ بھئی! تینوں دن یہاں رہو! وہاں رہ کر کیا کروگے؟

تو یہ تین چیزیں فرض ہیں: (۱) احرام باندھنا، (۲) وقوف عرفات (۳) طواف زیارت۔ اس میں پھر نیچے کئی احکام ہیں، جزئیات ہیں، یہ حج آسان نہیں ہے۔ ہمارے بھائی سمجھتے ہیں کہ حج آسان ہے۔ علماء کرام نے لکھا ہے اور میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جو چیز فرض ہوتی ہے، اس کا سیکھنا بھی فرض ہے۔ نماز فرض ہے، اس کے مسائل کا سیکھنا بھی فرض ہے کہ نماز میں فرائض، واجبات، سنن وغیرہ کتنے ہیں، فرض رہ جائے تو نماز گئی، واجب رہ جائے تو سجدۂ سہو ہے اور سنت پر عمل نہیں ہوسکا تو نماز ہوجائے گی لیکن جو اجر وثواب ملنا ہے، وہ نہیں ملے گا۔ زکوٰۃ فرض ہے تو زکوٰۃ کے مسائل کا سیکھنا بھی فرض ہے کہ کتنے مال پر ہے، کس پر فرض ہے، کسے دینی چاہئے؟ طریقہ کیا ہے؟ اسی طرح حج کے مسائل کا سیکھنا بھی فرض ہے۔

میرے بھائیو! جب لاکھوں روپے ہم خرچ کرتے ہیں تو تھوڑی محنت کرکے مسائل سیکھیں اور پوچھیں۔ علماء کرام نے اس موضوع پر بڑی محنت سے کتابیں لکھی ہیں، آسان آسان کتابیں ''آسان حج وعمرہ''، ''آسان حج''، ''آسان عمرہ''، ''حج کے مسائل''، ''رفیق حج'' مختلف ناموں سے چھپی ہوئی ہیں اور حجاج کو ملتی ہیں، چاہے وہ حکومت کی طرف سے جائیں، چاہے پرائیویٹ اسکیم سے جائیں، انہیں کتابیں ملتی ہیں، ان کتابوں کو پڑھنا چاہئے، مسائل کو سیکھنا چاہئے اور پھر جو مسئلہ نہ آئے یا سمجھ نہ آئے، پوچھنا چاہئے کیوں کہ اتنی بڑی عبادت ہے، کہیں یہ عبادت ضائع نہ ہوجائے!

حجاج کو ایک اور بات بھی بتادوں، ماشاء اللہ! جو دین کے قریب ہیں، علماء کے قریب ہیں، ان کے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آدمی اتنا تابع ہوجاتا ہے اور ہونا بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ گردن مانگیں تو وہ بھی کٹوادیں، یہ تو بالوں کی قربانی ہے۔ احرام سے باہر آنے کے لئے افضل حلق کرانا ہے، یعنی سر پر استرا پھرانا۔ ہمارے بہت سارے بھائی جنہیں بالوں سے بڑی محبت ہوتی ہے اور خصوصاً کسی عہدہ پر ہوں تو ان کے لئے بال کٹوانا گردن کٹوانے سے کم نہیں ہے اور اگر بات کرو تو کہتے ہیں کہ دین میں اتنی سختی نہیں ہے۔ بھئی! تجھے کس نے کہا تھا کہ یہاں آؤ؟ یہاں تو ہے ہی دین کا معاملہ! اور علماء کرام نے اس کا فلسفہ لکھا ہے کہ ایک دور میں اگر آپ سامنے والے کے سامنے اظہار کرنا چاہیں کہ میں آپ کا مطیع وفرمانبردار ہوں اور آپ کے سامنے میری کوئی حیثیت نہیں تو وہ اپنے سر کے بالوں کو صاف کراکے اس کے سامنے جاتا تھا اور نظر آتا تھا کہ واقعی! یہ مطیع وفرمانبردار بن کر آیا ہے، یہ مقابلہ پر نہیں آیا۔ اللہ نے یہ بات اس حج میں رکھ دی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کرانے والوں کے لئے تین مرتبہ دعا فرمائی ہے کہ: اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما: ''اللّٰهم اغفر للمحلقين، اللّٰهم اغفر للمحلقين، اللّٰهم اغفر للمحلقين'' اور چوتھی مرتبہ فرمایا: ''والمقصرين'' علماء کرام نے اسی وجہ سے لکھا ہے کہ حلق کرانا افضل ہے، بنسبت قصر (بال کٹانے) کے۔ بال کٹوانا بھی جائز ہے، لیکن ایک پور کے برابر سارے بالوں میں سے کاٹنا ضروری ہے۔ یہ لوگ ایسا نہیں کرتے ہیں، سر کے کسی حصہ سے تھوڑا سا کاٹ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں کو ہم نے دیکھا تھا مروہ پر ایسے کررہا تھا اور فلاں ایسے کررہا تھا۔ نہیں بھئی! پوری فرمانبرداری یہ ہے کہ جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس انداز میں فرمایا ہے، اسے اسی انداز سے کرنا، یہ عبادت کی روح ہے پھر اللہ تعالیٰ اس پر اجر بھی عطا فرماتے ہیں اور اس عبادت میں چاشنی وحلاوت بھی ڈالتے ہیں، مزہ بھی آتا ہے۔

تو یہ چند باتیں میں نے متفرق طور پر آپ کے سامنے عرض کی ہیں۔ یہ چند تنبیہات کہہ لیں یا کوتاہیاں کہہ لیں، میں نے ان کی یہ نشاندہی کی ہے۔ (جاری ہے)

حرمین شریفین کی حاضری

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

راقم الحروف دفتر لاہور میں قیام پذیر تھا کہ ایک جماعتی دوست مولانا خالد محمود زید مجدہ تشریف لائے اور مولانا عزیز الرحمن ثانی سے کہا کہ ”لولاک ٹریولز اینڈ ٹورز“ کے نام سے ٹریول ایجنسی شروع کی ہے اور پچیس افراد پر مشتمل ایک گروپ عمرہ کے لئے تیار ہے۔ ایک سیٹ خالی ہے، آپ اپنا پاسپورٹ دیں تاکہ آپ کا ویزا لگوا کر آپ کو عمرہ پر بھیجا سکے۔ ثانی صاحب نے اپنا کوئی عذر پیش کیا، نیز فرمایا کہ آپ مولانا شجاع آبادی کو لے جائیں وہ فوراً میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ عمرہ کی تیاری کریں۔ راقم نے عذر پیش کیا کہ راقم دو تین لاکھ روپے کا مقروض ہے کیونکہ ایک ماہ نہیں گزرا کہ راقم نے بچی کی شادی کی ہے۔ فرمانے لگے کہ آپ ایڈوانس تیس ہزار روپے دے دیں باقی قسطیں کرالیں گے۔

راقم نے دفتر مرکزیہ ملتان مولانا محمد بلال سلمہ کو فون کیا کہ میرے کمرہ سے فائل میں سے پاسپورٹ لے کر ڈرائیور پر رکھوادیں، چنانچہ انہوں نے پاسپورٹ بھجوادیا یا بائیو میٹرک کے ذریعہ اپنے پاسپورٹ اور شناختی کارڈ کی تصدیق کرائی اور عمرہ کی تیاری شروع ہوگئی۔

راقم نے اپنی اہلیہ محترمہ سے عہد لیا کہ کسی کو بتانا نہیں کہ یوں حرمین شریفین کی حاضری کے لئے بلاوا آگیا ہے، انہوں نے بھی رازداری سے کام لیتے ہوئے مشورہ دیا کہ ایک دن افطاری پر اپنے بھائیوں، بہنوں، بیٹیوں کو بلالیں ملاقات ہوجائے گی کیونکہ موت زندگی کا کوئی پتہ نہیں، چنانچہ ۲۸ رمئی افطاری پر انتہائی قریبی عزیزوں کو بلایا اور افطاری کرائی اور ۲۹ رمئی کو ملتان سے لاہور کا سفر کیا اور ۳۰ رمئی کو عمان ایئر لائن کے ذریعہ براستہ عمان، جدہ کا سفر کیا، جب بندہ لاہور ایئرپورٹ پر پہنچا تو بھائیوں، بہنوں، بیٹوں اور بیٹیوں کو الوداعی فون کئے اور صبح ساڑھے نو بجے کی فلائٹ سے براستہ عمان شام کو جدہ پہنچ گئے اور جدہ سے مکہ مکرمہ کے لئے گاڑی پر بیٹھے، راستہ میں افطاری کی اور رات کو مکہ مکرمہ پہنچ کر سامان ہوٹل میں رکھا اور اللہ پاک کا نام لے کر طواف بیت اللہ اور ”سعی بین الصفاء والمروہ“ کی سعادت حاصل کی اور ہوٹل میں واپس آکر حلق کراکر احرام کھول دیا۔ الحمدللہ علی ذالک! چاہتا ہوں کہ بیت اللہ شریف سے متعلق چند باتیں عرض کروں:

بیت اللہ شریف دنیا کا سب سے پہلا گھر:

مکہ معظمہ میں بیت اللہ شریف (اللہ تعالیٰ کا گھر ہے) جو دنیا کے افضل ترین مقامات میں سے ہے (سوائے گنبد خضریٰ) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ کے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے تقریباً دو ہزار سال قبل فرشتوں نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا، پھر آدم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء کرام نے اس کا طواف کیا بلکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ نیز آپ نے ترپن سال مکہ مکرمہ میں گزارے اور جب کفار مکہ نے آپ کا جینا دوبھر کردیا اور آپ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا پروگرام بنایا تو آپ نے مکہ مکرمہ سے مخاطب ہوکر یہ جملے ارشاد فرمائے:

”واللہ انک خیر ارض اللہ الی اللہ ولولا انی اخرجت منک ماخرجت۔“ (ترمذی شریف حدیث:۳۹۲۵)

ترجمہ: ”خدا کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی بہترین زمین ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین اگر مجھے نہ نکالا جاتا تو میں یہاں سے نہ نکلتا۔“

تعمیر کعبہ:

خانہ کعبہ کی ایک تعمیر فرشتوں نے کی۔ طوفانِ نوح کے بعد حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے انہیں بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کی۔ پھر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کے ساتھ مل کراسے تعمیر فرمایا۔

مسجد حرام (جو خانہ کعبہ کے اردگرد ہے) میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہے اور جماعت کے ساتھ پڑھنے کا ثواب ستائیس گنا بڑھ جاتا ہے یعنی ستائیس لاکھ نمازوں کے برابر۔ قبولیت دعا کی قوی توقع کی جاسکتی ہے، بیت اللہ شریف کے قریب، ملتزم کے پاس، حجر اسود کے قریب، طواف بیت اللہ شریف کے دوران، صفا ومروہ کی سعی کے وقت، زمزم کے قریب، مقام ابراہیم کے پاس، رکن یمانی کے

پاس، منیٰ میں، شیطان کو کنکریاں مارنے کے وقت، بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہی، حطیم میں جو کعبہ مشرفہ کا حصہ ہے، غرضیکہ بیس مقامات ایسے ہیں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

دنیا میں بننے والا سب سے پہلا گھر بیت اللہ ہے، جیسے فرمایا: ''اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا'' (آل عمران:۹۶)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ بیت اللہ شریف بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ سے چالیس سال پہلے معرض وجود میں آیا۔ نیز طوفان نوح کے بعد سب سے پہلے بیت اللہ شریف کا حج کیا گیا۔

بیت اللہ شریف کے تین حج:

فرمایا: جس نے ایک حج کیا: اس نے اپنا فرض ادا کیا، جس نے دوسرا حج کیا: اس نے اپنے رب کے پاس قرض رکھوالیا، جس نے تیسرا حج کیا: اللہ تعالیٰ اس کے بالوں اور چمڑے کو آگ پر حرام قرار دیتے ہیں۔

بیت اللہ شریف کے اردگرد رحمتوں کا نزول:

چنانچہ خیرالامت حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ پاک ہر روز ایک سو بیس رحمتیں بیت اللہ شریف پر نازل فرماتے ہیں، ساٹھ طواف کرنے والوں پر، چالیس نماز پڑھنے والوں پر اور بیس رحمتیں کعبہ شریف کو دیکھنے والوں پر۔''

ایسے ہی زبیر ابن محمدؒ سے منقول ہے، فرمایا: ''جو مسجد حرام میں بیٹھ کر بیت اللہ شریف کو دیکھ رہا ہو، نہ طواف کرے اور نہ ہی نماز پڑھے افضل ہے اس شخص سے جو اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہو اور بیت اللہ شریف کو دیکھتا نہ ہو۔''

بیت اللہ شریف کی بیرونی پیمائش:

13,20 x 11,27 میٹر،

اندرونی پیمائش: 10,15 x 8,00 میٹر،

بیرونی اونچائی: 12,96 میٹر،

اندرونی اونچائی: 8,32 میٹر ہے۔

بیت اللہ شریف میں ایسی مقناطیسی کشش ہے کہ زائر اس کے ظاہری حسن و جمال کو بھول کر اس پر برسنے والی رحمتوں میں گم ہوجاتا ہے، بعض زائرین گھنٹوں محو دید ہوتے ہیں، یہ گھر واقعتاً اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مرکز ہے، جسے گھنٹوں دیکھنے کے باوجود آنکھیں سیراب ہی نہیں ہوتیں۔

طواف کا آغاز حجر اسود والے کونے سے ہوتا ہے اور بیت اللہ شریف کے گرد سات چکر لگائے جاتے ہیں۔ آغاز بھی حجر اسود سے اور اختتام بھی حجر اسود پر، جو حجر اسود طواف کا مطلع بھی ہے اور مقطع بھی اگر نصیب ہوجائے تو حجر اسود کو بوسہ بھی دیا جاتا ہے۔ ہمارے جیسے کمزور انسان تو پہنچ ہی نہیں پاتے اور اس کے سیدھ میں سبز بتی ہے، جہاں سے نیت کرکے دونوں ہاتھ اٹھا کر بسم اللہ، اللہ اکبر وللہ الحمد کہہ کر طواف شروع کیا جاتا ہے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر حجر اسود کی طرف اشارہ کرکے ہاتھوں کو بوسہ دیا جاتا ہے۔ اسے شرعی اصطلاح میں استلام کہا جاتا ہے، جو حجر اسود کو چومنے کی مترادف ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چوما۔

صحابہ کرامؓ نے چوما، تابعینؒ نے بوسہ دیا، تبع تابعینؒ نے بوسہ دیا اور امت کے علماء کرام اور صلحاء عظام اسے بوسہ دیتے چلے آرہے ہیں۔

احادیث کریمہ میں آتا ہے کہ یہ پتھر جنت سے اتارا گیا تھا، جو دودھ سے زیادہ سفید تھا، مگر انسانوں کے گناہوں کو چوس چوس کر سیاہ ہوگیا۔

سعی بین الصفا والمروہ:

زائر طواف سے فارغ ہوکر مقام ابراہیم کے عقب میں دو نفل نماز شکر ادا کرتا ہے اور پھر زمزم کے پانی سے اپنے آپ کو سیراب کرنے کے بعد صفا و مروہ کی سعی کی طرف متوجہ ہوتا ہے زمزم دنیا جہان کے تمام پانیوں سے متبرک پانی ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''خیر ماء علی وجہ الارض'' یعنی روئے زمین پر سب سے بہترین زمزم کا پانی ہے۔

صفا و مروہ کے درمیان سعی حج و عمرہ کا اہم جزو ہے۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا کی سنت ہے، جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ محترمہ حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا اور ننھے منے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لق و دق صحرا میں اکیلے چھوڑ کر چلے گئے۔ توشہ دان میں کھانے کی اشیاء ختم ہوگئیں اور پانی کا مشکیزہ بھی ختم ہوگیا، تو حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا پانی کی تلاش میں صفا پہاڑی کی طرف دوڑیں اور پھر صفا سے مروہ کی طرف، صفا و مروہ کا درمیانی فاصلہ دو فرلانگ (۴۴۰ گز) آج کل پیمانہ کے مطابق ۳۹۴۵ میٹر ہے۔ حجاج اور معتمرین کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے صفا و مروہ کی درمیانی جگہ کو چوڑا کر دیا ہے، چوڑائی ۲۰ میٹر پہلی منزل کی بلندی ۱۲ میٹر اور دوسری منزل کی اونچائی ۹ میٹر رکھی گئی ہے۔

سعی کو کئی منزلوں میں تقسیم کرنے کا یہ فائدہ ہے، سعی کے علاوہ نمازوں کے اوقات میں ہزاروں نمازی وہاں نماز ادا فرماتے ہیں۔ صفا و

مروہ کو سنگ مرمر کے ذریعہ دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ معتمرین و حجاج ایک راستہ سے جائیں اور دوسرے راستے سے واپس آئیں۔ مسجد حرام کے مشرقی جانب صفا و مروہ سے مسجد کی طرف آنے کے لئے سولہ دروازے بنائے گئے ہیں اور دوسری منزل سے مسجد کی طرف دو دروازے ہیں۔ مناسک عمرہ کا آخری رُکن حلق یا قصر ہے۔ حلق کا معنی سر منڈوانہ اور قصر کا معنی بال ترشوانہ ہے۔ اس کے بغیر احرام نہیں کھولا جاسکتا۔

راقم نے حلاق (حجام) کے بجائے اپنے رفیق سفر بلکہ امیر سفر مولانا خالد محمود زید مجدہ سے درخواست کرکے ریزر کے ذریعہ حلق کروالیا، ایسے ہی دوسرے احباب نے بھی اپنے رفقاء کے ذریعہ حلق کرایا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

طواف کے دوران مرشد العلماء حضرت نفیس الحسینی نوراللہ مرقدہ کی ایک حمدیہ نظم کا ایک شعر نوک زبان پر رہا:

شکر ہے تیرا خدایا، میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا، میں تو اس قابل نہ تھا
اپنا دیوانہ بنایا، میں تو اس قابل نہ تھا
گرد کعبے کے پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا

یکم تا ۶ رجون تک مکہ مکرمہ میں فندق لولو التقوی شارع تقوی میں چھ روز قیام رہا۔ رمضان المبارک میں معتمرین کا اتنا رش تھا کہ پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں تھی ۲۷ رویں شب کی تراویح کے لئے مسجد الحرام سے دور جگہ ملی اور تراویح نصیب ہوئیں۔

اللہ پاک آل سعود کو جزائے خیر عطا فرمائیں معتمرین و حجاج کی خدمت کے لئے وسیع تر انتظامات کیے ہیں۔ ہزار ہا خدام صفائی پانی پلانے اور سیکورٹی کے لئے چوبیس گھنٹے مصروف ہیں۔

حرم شریف سے ہوٹلوں تک پہنچانے کے لئے ہر وقت گاڑیاں مفت خدمت کے لئے مصروف رہتی ہیں۔ حرم شریف کی توسیع کا کام ہر وقت جاری رہتا ہے تمام تر وسعت کے باوجود حرم شریف تنگی داماں کا شاکی ہے۔ انتظامات میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے تو معتمرین اور حجاج کا ازدحام بھی بڑھتا جارہا ہے۔ نمازوں کے اوقات سے پہلے مسجد الحرام بھر جاتی ہے اور طواف میں آدمی کے ساتھ آدمی ملا ہوتا نظر آتا ہے۔

دورۃ المیاہ (لیٹرینوں) میں آنے کے بعد حرم میں واپس جاتے ہوئے مسجد الحرام کے اندر کی نماز سے آدمی محروم ہوجاتا ہے۔ بایں ہمہ خلق خدا کا ہجوم بڑھتا جارہا ہے، ہجوم پروانہ وار لبیک لبیک کی دل آویز آوازوں سے اللہ پاک پروردگار عالم کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کررہا ہے۔ سوڈانی، ملائیشین، حبشیوں کی کثرت نظر آتی ہے، برصغیر پاک و ہند کے مسلمان لاکھوں کی تعداد میں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔

راقم جس گروپ میں گیا اس میں نوجوان عمرہ اور طواف سے تھکتے ہی نہیں تھے۔ عربوں کی مہمان نوازی خلق خدا کی خدمت میں مال و زر لٹاتے ہوئے نظر آتی ہے۔ ہمارے پیسے کی بے قدری کی وجہ سے بازار کا رخ کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ ۴۵ روپے میں ایک ریال ملتا ہے۔

☆☆..........☆☆

حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ کی طرف سے اعزازی اجازت وخلافت

۱۰ رشوال المکرم ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۴ رجون شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ کی خدمت میں حرم نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے متحرک اور فعال راہنما مولانا خالد محمود اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی حاضر ہوئے۔

مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سے پوچھا کہ آپ کا بیعت کا تعلق کس کے ساتھ ہے؟ مولانا نے جواب میں بتلایا کہ میرے شیخ و مرشد حضرت اقدس مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم فیصل آباد ہیں۔

مولانا نے پوچھا: ان سے پہلے؟ تو مولانا شجاع آبادی نے جواب میں کہا: حضرت اقدس میاں عبدالہادی دین پوریؒ، حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے رہا ہے۔ مولانا نے استفسار فرمایا کہ کسی بزرگ سے اجازت وخلافت بھی ہے؟ تو مولانا شجاع آبادی نے حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کے متعلق بتلایا، تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ الحمدللہ! مجھے امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ گوجرانوالہ، حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ لاہور، حضرت مولانا مفتی محمد سرورؒ، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور نے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ میں یہ امانت آپ دونوں کے سپرد کرتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ آپ دونوں حضرات لوگوں کو اللہ، اللہ سکھلائیں گے۔

مولانا الطاف الرحمٰن ابن مولانا مفتی عزیز الرحمٰن

استاذ الحدیث جامعۃ المنظور الاسلامیہ صدر، لاہور

اسلام کے سیاسی نظام کا تاریخی پس منظر

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

جامع مسجد امیر حمزہؓ (ایف ٹین ٹو، اسلام آباد) میں گزشتہ سال ماہانہ حاضری کا سلسلہ چلتا رہا ہے اور مسجد کے خطیب مولانا محمد ادریس کی فرمائش پر رواں تعلیمی سال کے دوران بھی یہ ترتیب قائم ہوگئی ہے کہ ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات کو وہاں حاضری ہوگی اور عصر تا عشاء دو نشستیں ہوا کریں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ان میں سے ایک نشست کا عنوان ’’اسلام کا سیاسی نظام‘‘ طے ہوا ہے جس کا گزشتہ روز ۴ جولائی کو آغاز ہو گیا ہے۔ افتتاحی نشست میں کی گئی گفتگو کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ ’’اسلام کا سیاسی نظام‘‘ کے موضوع پر گفتگو کے آغاز میں اس کے اس تاریخی پس منظر کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا جو خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا، جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء‘‘ کہ بنی اسرائیل میں سیاسی قیادت کا منصب حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس ہوا کرتا تھا۔ نبیوں کی بعثت کا سلسلہ جاری تھا، ایک پیغمبر دنیا سے رخصت ہوتے تو دوسرے نبی آجاتے اور یہ تسلسل جاری رہتا۔ اس کے ساتھ ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد چونکہ نبی کوئی نہیں آئے گا: ’’وستکون بعدی خلفاء‘‘ اس لئے اب سیاسی قیادت و حکومت کا یہ معاملہ خلفاء کے ذریعے چلتا رہے گا۔ چنانچہ باقی تمام تفصیلات سے قطع نظر ہمیں بنی اسرائیل کے سیاسی نظام اور ماحول کے مختلف مراحل کے بارے میں معلوم ہونا ضروری ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے نظام کا تذکرہ کرتے ہوئے بنی اسرائیل کے سیاسی نظام کا حوالہ دیا ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ اسلام کے سیاسی نظام کا تاریخی پس منظر کیا ہے اور اسلام سیاسی نظام کے کون سے تسلسل کو اپنے قیامت تک کے دور میں جاری رکھنا چاہتا ہے۔

بنی اسرائیل کا دور حضرت یعقوب علیہ السلام سے شروع ہو کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت تک جاری رہا، ہزاروں سال کے اس دورانیہ میں ہزاروں پیغمبر آئے، بیسیوں صحیفے اور کتابیں نازل ہوئیں اور بیسیوں حکمرانوں نے حکومت کی، ان میں سے تین مراحل کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے اور انہی کی طرف اس وقت توجہ دلانا چاہ رہا ہوں۔

پہلا مرحلہ حضرت یوسف علیہ السلام کا ہے جو ایک قیدی اور غلام کے طور پر مصر لائے گئے، انہوں نے اپنی ذہانت، بصیرت اور دیانت و شرافت کے باعث شاہی خاندان کا بھرپور اعتماد حاصل کرلیا اور بالآخر ’’اجعلنی علی خزائن الارض‘‘ کی فرمائش کے ساتھ حکومتی نظام میں شریک ہوکر بادشاہت کے مقام تک جا پہنچے۔ اپنے خاندان کو کنعان سے مصر میں بلا لیا جن میں ان کے والد گرامی اور بنی اسرائیل کے جد امجد حضرت یعقوبؑ بھی شامل تھے۔ اس خاندان نے کئی نسلوں تک مصر پر حکومت کی جو بنی اسرائیل کی سیاسی قیادت و حکومت کا دور اول تھا۔

دوسرا مرحلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جنہوں نے بنی اسرائیل کی غلامی کے دور میں آنکھ کھولی اور آل فرعون کے مسلسل مظالم کا مشاہدہ کیا۔ انہیں جب اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت سے سرفراز کیا اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی ان کا شریک کار بنایا تو انہیں فرعون کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ’’ان ارسل معنا بنی اسرائیل ولاتعذبھم‘‘ ہم بنی اسرائیل کو تمہاری غلامی سے نجات دلا کر ارض فلسطین کی طرف واپس لے جانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ فرعون نے انہیں اس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا مگر بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی مدد سے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لے جانے میں کامیاب ہوئے اور اسی میں فرعون غرق ہوگیا۔

فرعون کی غلامی سے آزادی کے بعد بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ وہ بیت المقدس اور ارض فلسطین پر قابض حکمرانوں کے خلاف علم جہاد بلند کریں اور جنگ لڑ کر اپنا وطن آزاد کرائیں۔ بنی اسرائیل نے اس سے انکار کر دیا جس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر چالیس برس تک خانہ بدوشی کی حالت میں رہنے کی سزا نافذ کر دی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام دونوں بزرگوں کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قیادت میں جہاد کر کے بیت المقدس کو آزاد کرایا گیا اور وہاں ان کی ریاست وحکومت قائم ہوئی جو کئی نسلوں تک چلتی رہی۔

جبکہ تیسرا مرحلہ طالوت و جالوت کے معرکہ کا ہے اور اس کا ذکر بھی قرآن کریم نے کیا ہے کہ جالوت نامی حکمران نے اس علاقے پر قبضہ کر کے قوم کو غلام بنا لیا تھا، بنی اسرائیل نے اپنے اس وقت کے پیغمبر حضرت سموئیل علیہ السلام سے درخواست کر کے ان کے حکم پر حضرت طالوت کی سربراہی میں جالوت کے خلاف جہاد کر کے اپنا علاقہ آزاد کرایا جس کے نتیجے میں حضرت طالوت کی حکومت قائم ہوگئی، انہوں نے میدان جنگ میں جالوت کو قتل کرنے کے انعام میں اپنی بیٹی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ بیاہ دی، اور حضرت طالوت کے بعد حضرت داؤد ان کے جانشین کے طور پر بادشاہ بنے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور کتاب کے ساتھ بادشاہت کا وسیع نظام عطا فرمایا اور ان کے بعد ان کے جانشین حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سلطنت کو ''عظیم تر اسرائیل'' کے اس وسیع دائرے تک پہنچا دیا جس کی دوبارہ بحالی کے لئے آج کے یہودی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

یہ اس پس منظر کا مختصر خلاصہ ہے جس کا تذکرہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے سیاسی نظام کے طور پر ''خلافت'' کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ اس لئے میری پہلی گزارش یہ ہے کہ ایک اسلامی ریاست وحکومت کے نظام و ماحول کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے یہ پس منظر ہمارے سامنے رہنا چاہئے کیونکہ اسلام کوئی نیا نظام دینے کی بجائے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات واحکامات کے تسلسل کو ہی قائم رکھنے کی بات کرتا ہے جس کا آخری، مکمل اور حتمی مجموعہ ''قرآن وسنت'' کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے اور وہی اسلام کے سیاسی نظام کی اساس وبنیاد ہے۔ (روزنامہ اسلام لاہور، ۶رجولائی ۲۰۱۹ء)

شمس الدین کا قبولِ اسلام .... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۱۹۹۰ء کے بعد کا واقعہ ہے کہ راقم الحروف دفتر ختم نبوت لاہور میں بیٹھا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ کال وصول کرنے پر معلوم ہوا کہ خاتون بول رہی ہیں۔ راقم نے عرض کیا کہ کیا مسئلہ ہے؟ خاتون نے کہا کہ میری ایک نوجوان بیٹی ایک قادیانی کے ساتھ نکاح کر بیٹھی ہے اور وہ قادیانیت قبول کرنے کے قریب ہے۔ آپ اسے سمجھائیں تو راقم نے استفسار کیا بچی کیا کرتی ہے؟ اور آپ کے میاں کیا کرتے ہیں؟ راقم کے سوال پر موصوفہ نے بتلایا کہ میرے میاں کویت میں ملازم ہیں۔ راقم نے عرض کیا کہ کویت کی کرنسی دنیا بھر کی کرنسیوں میں سے سب سے مہنگی ہے۔ آپ اس پر بھی مطمئن نہ ہوئے اور بچی کو ملازم کرا دیا تو اس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ راقم نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ کیا تعاون کر سکتا ہوں؟ خاتون نے کہا کہ آپ میری بیٹی کو سمجھائیں ممکن ہے اللہ پاک اس کو ہدایت سے سرفراز فرما دیں۔ تو راقم نے عرض کیا ہمارے دفتر میں تشریف لائیں اور بیٹی کو ساتھ لائیں، چنانچہ دونوں ماں بیٹی دفتر میں آ گئیں۔

راقم نے اس بچی کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد سے آگاہ کیا اور بتلایا کہ مسلمان اور قادیانی کا تو آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا، اس پر ریاست بہاولپور کے چیف کورٹ اور دوسری عدالتوں کے فیصلہ جات کے حوالہ جات دیئے۔ لڑکی نے کہا کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں۔

راقم نے کہا کہ موصوف نے کس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے؟ دوشیزہ نے کہا کہ میرے سامنے کلمہ پڑھا اور اسلام قبول کیا۔ راقم نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی کو کیسے مسلمان کیا جاتا ہے؟ کہنے لگی کہ یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ راقم نے کہا کہ آپ اپنے میاں کو بلائیں اس نے فون کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک گورا چٹا نوجوان دفتر آن وارد ہوا۔ خیر خیریت کے بعد راقم نے قادیانیوں کے عقائد پر اس سے گفتگو کی، تو موصوف نے کہا کہ میں ان عقائد سے توبہ تائب ہوتا ہوں، تو راقم نے اس سے درج ذیل الفاظ میں حلفیہ بیان لیا منکہ شمس الدین ولد...... خداوند قدوس کو حاضر و ناظر جان کر اعلان واقرار کرتا ہوں کہ میں جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی ولد مرزا غلام مرتضیٰ سکنہ قادیان کو دعویٰ نبوت میں کذاب، دجال، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ میرا قادیانی یا مرزائی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔

تھالی کا بینگن

قصہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا

آخری قسط

الحاج اشتیاق احمد مرحوم

کچا چٹھا:

مرزا قادیانی میں تو کوئی اچھی اور معقول بات تھی نہیں، لے دے کر جو کچھ ہمارے ہاتھ لگا حاضر کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

مرزا قادیانی نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ مرزا کے ماننے والے اسے ''سلطان القلم'' کا خطاب دیتے ہیں یعنی مرزا قادیانی قلم کا بادشاہ تھا۔ اس کی قریب قریب ہر کتاب پر مصنف کے طور پر یہی الفاظ لکھے نظر آتے ہیں۔ مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی کتابیں آسمانی صحیفوں کا درجہ رکھتی ہیں یہ اور بات ہے کہ جب ہم ان سے کہتے ہیں:

آیئے مرزا کی کتابوں کے ذریعے بات کرلیتے ہیں تو انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔ فوراً کہتے ہیں، نہیں حیات مسیح اور وفات مسیح پر بات کرلیتے ہیں۔ گویا مرزا کی کتابوں سے بات کرتے ان کی جان جاتی ہے۔ ان کے ان آسمانی صحیفوں کا مطالعہ کیا جائے تو بعض بہت اونچی چیزیں ملتی ہیں، ان اونچی چیزوں کو بہت کم لوگوں نے محسوس کیا ہوگا یا نوٹ کیا ہوگا۔ ہم ان اونچی اونچی چیزوں کا ذکر کریں گے، ویسے اس موضوع پر الگ ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر آپ بھی مرزا کی مہارت کے قائل ہوجائیں گے۔ اس فن میں اتنی مہارت کم لوگوں کے حصے میں آئی ہوگی۔ شاید ہی کوئی ان سے بازی لے جاسکے۔ یہ مضمون مرزائیوں کو ضرور پڑھ لینا چاہئے۔ ہوسکتا ہے، اس میں ان کو کچھ نئی باتیں مل جائیں اور وہ بھی سر دھنے بغیر نہ رہیں۔

ہوسکتا ہے یہ مضمون پڑھ کر آپ کہہ اٹھیں:

کیا واقعی یہ باتیں مرزا کی کتابوں میں موجود ہیں؟

جی ہاں، یہ تمام باتیں اس کی کتب میں ہیں، بلکہ ان سے مزید بھی، آیئے دیکھیں وہ کیا باتیں ہیں جو ہم آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

ایک شریف انسان اپنے مخالفوں سے بھی بہت مہذب انداز میں بات چیت کرتا ہے۔ نرم اور میٹھی زبان اختیار کرتا ہے، یہ نہیں کہ انہیں ننگی گالیاں دینا شروع کردے۔ پھر گالی دینا دنیا کا کوئی شریف انسان نہ تو پسند کرتا ہے، نہ یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی دوسرا اس سے گالی کی زبان میں بات کرے۔ جب ہم مرزا قادیانی کی کتب کو دیکھتے ہیں تو ان میں مخالفین کے لئے سوائے گالیوں کے اور کچھ نہیں ملتا۔ مرزا نے مخالفین کو کبھی دلیل دینے کی کوشش نہیں کی، بس گالیاں دے کر اپنا کام نکالنے کی کوشش کی۔ آپ جانتے ہیں مرزا کا کام کیا تھا، اپنی خود ساختہ نبوت کی دکان چمکانا اور یہ کام وہ مخالفین کو گالیاں دے کر نکالنا چاہتا تھا۔ اس نے کس کس طرح اور کس کس انداز سے اور کیا کیا گالیاں مسلمانوں کو دیں، اس کے چند ایک نمونے پیش کرتا ہوں:

''تم ہیجڑے ہو! اے نادانو۔''

(آئینہ کمالات اسلام! ص:۶۰۲)

''ہر مسلمان میری کتابوں کو محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے! لیکن رنڈیوں کی اولاد مجھے قبول نہیں کرتی۔'' (آئینہ کمالات اسلام! ص:۵۴۷، ۵۴۸)

''ہمارے ظالم مخالفوں نے جھوٹ کی گندگی اس قدر کھائی ہے کہ کوئی گندگی کھانے والا جانور اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔'' (نزول المسیح، ص:۹)

''لئیموں (کمینوں) میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔ تیسرا شخص ایک خبیث گھوڑا ہے اے حرامی لڑکے۔'' (حقیقۃ الوحی، ص:۱۴، ۱۵)

''جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوا تو صاف سمجھا جائے گا اس کو حرام زادہ بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار الاسلام ص:۳۰)

''میں ایک خسیس بن خسیس جاہل کو دیکھتا ہوں۔ ایک بخیل بدخلق حریص تو اس طرح زبان چلاتا ہے جیسے سانپ اور کمینوں اور سفلوں کی طرح بکواس کرتا ہے۔'' (نور الحق ص:۱/۸۴)

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر اور عورتیں ان کی کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

"مولوی انسانوں سے بدتر پلید تر۔"
(ایام صلح:۱۶۶)

"تو صبح کو اُلو کی طرح اندھا ہو جاتا ہے۔"
(براہین:۵/۱۵۶)

"اے شتر مرغ مولویو!۔"
(ضمیمہ انجام آتھم،ص:۱۷)

"وہ گدھا ہے نہ انسان۔" (ضمیمہ انجام آتھم:۴۷)

"یہ اندھے مولوی! یہ جہلاء" (چشمہ معرفت:۷۸)

"یہ جھوٹے ہیں کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم:۴۸)

"تم نے حق کو چھپانے کے لئے یہ جھوٹ کا گوکھایا۔" (ضمیمہ انجام آتھم:۵۰)

"ذلت کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔"
(ضمیمہ انجام آتھم،ص:۵۳)

"اس الہام میں خدا تعالیٰ نے دو مولویوں کو جو کفر کے بانی تھے' فرعون اور ہامان قرار دیا۔"
(حقیقۃ الوحی،ص:۲۵۴)

"ان بے عزتوں اور دیوثوں کو سخت کمینے ہونے کی وجہ سے اب کسی لعنت اور ملامت کا بھی خوف نہیں۔" (تبلیغ رسالت،ص:۸۴)

"ان کا اندر گدھے کے پیٹ کی طرح تقویٰ سے خالی ہے۔" (نور الحق،ص:۸۴)

"ان کے دل ایسے سیاہ ہیں جیسے کوے کے پر۔" (نور الحق،ص:۸۸)

"منشی الٰہی بخش نے جھوٹے الزاموں سے اپنی کتاب کو اس طرح بھر دیا ہے جیسا کہ ایک نالی گندے کیچڑ سے بھری جاتی ہے! یا جیسے پاخانے سے بھری۔" (حاشیہ اربعین،۴ص،۲۷)

"اے حاسد' اے بدقسمت' بدگمانو' اے مردار خور' اندھیرے کے کیڑ' اندھو' اے بدذات' اے خبیث' اے پلید دجال' اے احمقو' اے نابکار' اے حیوان' اے بدبخت' مفتریو' اے بے وقوف اندھو۔" (ضمیمہ انجام آتھم کے مختلف صفحات)

تو یہ تھا مرزا کا تعارف اس کی گالیوں کے لحاظ سے۔

اب تک آپ لازمی طور پر جان گئے ہوں گے کہ مرزا تو ایک شریف آدمی بھی نہیں تھا۔ ہم مرزائیوں سے صرف یہی کہتے ہیں کہ وہ مرزا کو ایک شریف انسان ہی ثابت کر دکھائیں! لیکن وہ ایسا کر نہیں پائیں گے۔

☆☆..........☆☆

مولانا سیّد غلام مصطفیٰ شاہ بھی چل بسے..... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

موصوف جھنگ کے علاقہ کے رہنے والے تھے۔ علوم اسلامیہ کی تعلیم سے فراغت کے بعد محکمۂ اوقاف کے زیر اہتمام چلنے والی جامع مسجد دھوبی گھاٹ فیصل آباد کے امام وخطیب مقرر ہوگئے اور نصف صدی سے زائد عرصہ اپنی خطابت کے ذریعہ لوگوں کے ایمانیات واعتقادات کی حفاظت کرتے رہے۔ موصوف مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالخالق (بانی دار العلوم کبیر والا اور استاذ محترم حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے شاگردوں میں سے تھے) کچھ عرصہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ بھی رہے' پھر اوقاف میں چلے گئے اور جامع مسجد دھوبی گھاٹ فیصل آباد کے خطابت وامامت سے ریٹائر ہوئے۔

خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کے خوشہ چینوں اور رفقاء میں سے تھے اور قاسمی صاحبؒ سے تعلق کو تاحیات برقرار رکھا۔ ان کے دور خطابت میں جامع مسجد دھوبی گھاٹ تحریک ختم نبوت کا مرکز رہی۔ برادر مکرم مولانا خدا بخشؒ سے یارانہ تھا۔ مولانا مرحوم جب بھی فیصل آباد جاتے تو ان کی رہائش شاہ صاحبؒ کے حجرہ میں ہوتی۔ ہنس مکھ مزاج رکھتے تھے' جب بھی ملے مسکرا کر ملے اور مسکراتے ہوئے استقبال کیا۔

رمضان المبارک میں مجلس کے لئے مالی امداد بھی کراتے۔ مولانا خدا بخشؒ کی وفات کے بعد راقم الحروف بھی آتے جاتے ان کے حجرہ میں ضرور حاضری دیتا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد جھنگ سٹی میں رہائش رکھ لی۔ راقم نے دو تین سال قبل جھنگ سٹی کی تقویٰ مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ آخر عمر میں کالا موتیا کی وجہ سے بینائی متاثر ہوگئی تو راقم کے نام بتلانے سے حسب معمول خندہ پیشانی سے پیش آتے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے مبلغ مولانا غلام حسین مدظلہ نے بتلایا کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو انتقال فرمایا۔ ستائیس رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مولانا عبدالعلیم کی امامت میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور جھنگ سٹی کے قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۱۳

اسلام کا انگریزی معیار:

بدقسمتی سے یہاں سو سال سے زیادہ ایسی غیر مسلم حکومت مسلط رہی ہے جس کا بھلا ہی اس میں تھا کہ اسلام کی روح فنا ہو جائے۔ مذہب اسلام کی اہمیت نہ رہے نہ فتویٰ کی قوت باقی رہے نہ فتویٰ دینے والوں کی عزت اور اسلام ایک کھلونا بن کر رہ جائے۔ اسلام کے نام پر اسلام کے اندر جتنے بھی فرقے یا اختلافات پیدا ہوں وہ اپنے لئے غنیمت جانتی تھی اور مذہبی آزادی کے نام پر اس کا یہ مقصد خوب پورا ہوا۔ انگریز کے ہاں مردم شماری اور دفتروں میں ہر وہ شخص مسلمان لکھا جاتا ہے جو اپنے کو مسلمان کہے۔ افسوس کہ انگریز کو جاکر عرصہ ہوا لیکن اس کا قائم کردہ معیار ابھی تک بعض دماغوں پر مسلط ہے۔ اس عدالت میں بعض بلند اور ذمہ دار افسروں نے یہی خیال ظاہر کیا۔

لیکن اگر اسلام اور مسلمان ہونے کا معیار یہی ہو کہ جو شخص اپنے کو مسلمان کہے، وہی مسلمان ہے تو پھر اس کے مندرجہ ذیل نتائج ہو سکتے ہیں:

۱......ایک شخص کہتا ہے نماز فرض نہیں ہے۔ یہ صرف عربوں کا غرور توڑنے کے لئے تھی۔ اب اسلام کو ماننے والے مسلمانوں کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

۲......ایک کہتا ہے زکوٰۃ مالی نظام کے لئے فرض کی گئی تھی۔ لیکن اب ٹیکسوں اور دوسرے ذرائع سے یہ انتظام ہو سکتا ہے۔ اس لئے نہ اب زکوٰۃ فرض ہے نہ اس کی ادائیگی کی ضرورت۔

۳......ایک کہتا ہے روزہ میں صرف کھانا ممنوع ہے۔ پھل اور فروٹ پر کھانے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس لئے ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۴......ایک کہتا ہے کہ قرآن میں ہے: ”للّٰہ علی الناس حج البیت“ (کہ لوگوں پر اللہ کے گھر کا ارادہ فرض ہے) اللہ کا تو گھر کوئی نہیں۔ مراد یہ ہے کہ جہاں اللہ کے بندے بہت ہوں وہاں جمع ہونا چاہئے اور چونکہ آبادی لندن کی سب سے زیادہ ہے۔ اس لئے لندن کا جانا فرض ہے اور یہی حج کا معنی ہے۔

۵......ایک کہتا ہے میں مسلمان ہوں۔ لیکن فرشتوں کو نہیں مانتا۔ نہ جبرائیل کوئی فرشتہ ہے نہ کوئی اور۔

۶......ایک کہتا ہے قیامت کا دن تو حق ہے۔ لیکن دوبارہ زندگی صرف افسانہ ہے وہ ایک روحانی کیفیت ہوگی۔

۷......ایک کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ آنحضرتﷺ کو مانتا ہوں۔ لیکن قرآن انہوں نے خود تصنیف کیا ہے۔ یہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔

۸......ایک کہتا ہے میں مسلمان ہوں۔ لیکن حضرت محمد مصطفیٰﷺ صرف عربوں کے لئے رسول تھے اور جس طرح قرآنی بیان کے مطابق ہر بڑے قریہ میں پہلے خدا کے نذیر آتے رہے ہیں۔ اسی طرح آج بھی ہر بڑے مرکزی شہر میں رسول آتے ہیں اور آتے رہیں گے اور میں خود رسول ہوں اور خدا کا یہ حکم لے کر آیا ہوں کہ پاکستان کو ختم کردو اور اکھنڈ بھارت بنا ڈالو۔

۹......ایک کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اسلام کی تعلیم کے لحاظ سے ہمیں دو خدا ماننے لازمی ہیں۔ ایک بڑا خدا جسے اللہ کہتے ہیں جو رب العالمین اور سارے جہانوں کا مالک ہے۔ دوسرا چھوٹا خدا جس کو روح القدس یا جبرائیل کہتے ہیں۔ اس نظام شمسی کا رب یہی ہے۔ اسی طرح ہر ہر جہاں میں ایک ایک چھوٹا خدا موجود ہے اور یہ سب رب العالمین کے ماتحت ہیں۔ لیکن داخلی معاملات میں یہ آزاد وخودمختار ہیں۔ یہ چھوٹے خدا، بڑے کی عبادت اور حمد وثناء کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ میں یہی چھوٹا خدا اس رب العالمین کی حمد کرتا ہے اور پھر ”ایاک نعبد“ کہہ کر اسی کی شہنشاہیت کا اقرار کرتا ہے۔ ہمیں یہ قرآن اور ہمارے یہ رسول حضرت محمد مصطفیٰﷺ اسی چھوٹے خدا نے بھیجے ہیں۔ ہمیں براہ راست اس اپنے مقامی خدا سے حاجتیں مانگنی چاہئیں اور اسی کے ذریعہ بڑے اللہ کے سامنے ہدیہ عقیدت ارسال کرنا چاہئے۔

۱۰......ایک کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور آنحضرتﷺ کی کامل متابعت کی برکت سے

نبی بن چکا ہوں۔ اب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ زنا کی حرمت نسب کی حفاظت کے لئے تھی۔ اب فریج لیدر کے استعمال کی صورت میں زنا حرام نہیں رہا اور قرآنی مساوات کی رو سے ہر عورت کو اسی طرح چار خاوند بیک وقت کرنے کی اجازت ہے۔ جیسے ایک مرد کو چار عورتیں کرنے کی۔

۱۱......ایک کہتا ہے کہ خدا کا حکم ”ان الحکم الا للہ“ (حکومت صرف اللہ کی ہے) اس لئے کسی حاکم یا امیر یا وزیر یا حکومت کا حکم ماننا کفر ہے جو حکومت ہے۔ اس کو توڑ پھوڑ دینا لازم ہے۔ یہ ہوم سیکرٹری، چیف سیکرٹری، وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ، گورنر وغیرہ کے نام اور عہدے سب شیطانی ایجاد ہے۔ ان سب سے بغاوت مذہبی فریضہ ہے۔

۱۲......ایک کہتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کا امتی ہوں اور متابعت کرتے کرتے آپ سے درجہ میں بڑھ گیا ہوں۔ جیسے ایک معمولی کلرک کا بیٹا اپنی کوششوں سے ملازمت میں ترقی کرتے کرتے چیف سیکرٹری یا وزیر یا گورنر بن جائے۔ اگرچہ وہ درجہ میں بڑھ گیا۔ لیکن اسی طرح باپ کا بیٹا ہے۔ پس اگرچہ میرا درجہ بڑھ گیا ہے۔ لیکن میں آنحضرت ﷺ کا امتی ہوں۔

جناب والا! ان سب مدعیان اسلام کو مسلمان قرار دینا اور شہری آزادی کے نام سے ان کو اپنے مذہب کے اشاعت کی اجازت دینا کتنی مذہبی بغاوت، کتنی ملکی اناری، کتنی شرارت اور کتنے طوفانوں کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ کیا ہر مدعی اسلام کو یا مسلمان کہلوانے والے بلالحاظ صحت عقائد وتصدیق ضروریات دین مسلمان قرار دینا اور اس کے خلاف انسدادی تبلیغی کارروائی کو مسلمان قوم میں تفرقہ اندازی اور سماج دشمنی قرار دینا ایک سلیم العقل آدمی کا کام ہوسکتا ہے۔ ہمارے بھی ہیں مہربان کیسے کیسے۔

یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جسے نہ اسلام سے دلچسپی ہو نہ ملک سے۔ کیونکہ ایسی آزادی دے دینے سے ملک کے اندر فسادات ونزاعات کا ایسا ملک گیر غیر مختتم سلسلہ شروع ہوسکتا ہے جس کے تصور سے بھی روح کانپ اٹھتی ہے۔ یہ تو خدا کا فضل رہا کہ علماء دین کی مساعی سے ایسے فتنے سر نہیں اٹھا سکے۔ ایک مرزائی فتنہ جس کی پشت پر سرکاری عناصر تھے۔ آگے بڑھا اور صرف اس ایک فتنہ کی معمولی ترقی سے ملک کے اندر جو اضطراب پیدا ہوئے وہ ظاہر ہے۔ اگر مذکورہ بالاقسم کے تمام فتنوں کو اس لئے کھلی اجازت دے دی جائے کہ یہ سب مسلمان کہلاتے ہیں تو اس کے نتائج کے مقابلہ میں موجودہ اضطراب عشر عشیر بھی نہ ہوگا۔

کفر کی قطعی وجہ:

اس لئے ہمیں کفر واسلام کے درمیان ایک صحیح مابہ الامتیاز حد قائم کرنی ہوگی اور وہ صرف یہ ہے کہ جس امر کا اسناد کے تواتر سے یا قومی توارث سے یا تواتر قدر مشترک سے آنحضرت ﷺ کا فرمودہ ہونا ثابت ہو جائے۔ اس کا انکار آنحضرت ﷺ کی تکذیب قرار دے کر کفر قرار دیا جائے۔ (جاری ہے)

ختم نبوت کورس گوجرانوالہ

گوجرانوالہ.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے [illegible] روزہ ختم نبوت کورس کا آغاز ۸ جولائی بروز پیر صبح دس بجے جامع مس[illegible] گوجرانوالہ میں کیا گیا جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی نے اہمیت اور حساسیت ختم نبوت کے موضوع پر خطاب کرتے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت اتنا اہم ہے کہ خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسو مرتبہ اعلان فرمایا: ”میں خاتم النبیین ہوں“ اور حساس اتنا کہ غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا تو حضرت علیؓ غزوہ کی عدم شرکت سے پریشان ہوئے تو تسلی کے لئے فرمایا کہ: ”تیری مثال ایسی ہے جیسا کہ ہارونؑ کی حضرت موسیٰؑ کی تھی کہ حضرت موسیٰؑ کوہ طور پر جاتے ہوئے ہارونؑ کو اپنا نائب بنا کر گئے تھے۔ میں بھی اسی طرح تم کو نائب بنا کر جا رہا ہوں“ تو آپؐ کے خیال میں آیا ہارونؑ تو نبی تھے کل کوئی کہے حضرت علیؓ بھی نبی ہیں تو آپؐ نے فوراً فرمایا: ”الا انہ لانبی بعدی“ کہ یاد رہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں مسئلہ ختم نبوت حساس تھا تو فوراً اس کی وضاحت فرمادی کہ میرے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو چکا۔ انہوں نے کہا کہ چودہ سو سال سے پوری امت متفق چلی آرہی ہے کہ آپؐ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس لئے مفکر اسلام علامہ اقبال نے سب سے پہلے گورنمنٹ برطانیہ سے مطالبہ کیا کہ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ واضح رہے کہ گرمیوں میں مدرسہ ختم نبوت میں سمرکیمپ لگتا ہے جس میں اسکولوں کے طلبا کو ختم نبوت کورس کروایا جاتا ہے پھر تحریری امتحان ہوتا ہے پوزیشن ہولڈر طلبا کو انعامات اور کامیاب طلبا کو اعزازی سند بھی دی جاتی ہے۔ ختم نبوت کورس کے تمام تر انتظامات مبلغ ختم نبوت گوجرانوالہ مولانا محمد عارف شامی، قاری محمد یوسف عثمانی، ناظم اعلیٰ گوجرانوالہ مفتی غلام نبی صاحب، نائب امیر ختم نبوت گوجرانوالہ احسن طریقے سے نبھا رہے ہیں۔

عقیدۂ ختمِ نبوت کی سربلندی، تحفظِ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا تعارف

❁ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت اکابر علمائے اُمت کی قیادت میں آنحضرت ﷺ کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والی بین الاقوامی جماعت تردید قادیانیت کے محاذ پر تمام مذہبی و دینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ ❁ جماعت کی کوششوں اور قربانیوں کی بدولت الحمد للہ! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا، قادیانیت کا فتنہ روبہ زوال ہوا۔

❁ ملک بھر کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مجلس کے زیر اہتمام 30 مراکز و مساجد، 40 مبلغین جبکہ 12 سے زائد دینی مدارس و مکتب خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ❁ مجلس کے شعبہ تصنیف و تالیف سے رد قادیانیت کے موضوع پر اکابرینِ اُمت کی بیسیوں ضخیم اور معرکۃ الآراء کتب طبع ہوچکی ہیں۔

❁ عربی، اُردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں مفت لٹریچر کی تقسیم۔ ❁ ہفت روزہ ''ختمِ نبوت'' کراچی اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا محاسبہ۔ ❁ اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت کا تعاقب۔ ❁ مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر میں دار المبلغین اور سالانہ رد قادیانیت کورس۔ ❁ پورے ملک میں ختمِ نبوت کانفرنسز، سیمنارز، کوئز پروگرام، تربیتی کورسز کے ذریعہ قادیانی دجل کا محاسبہ۔ ❁ مفت ختمِ نبوت خط و کتابت کورس۔ ❁ انٹرنیٹ، سی ڈیز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ابلاغ ختمِ نبوت اور تردید مرزائیت۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندانِ ختمِ نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

ترسیلِ زر کا پتہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486
رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)، ایم اے جناح روڈ کراچی
فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

اپیل کنندگان:

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب — امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیزالرحمن جالندھری صاحب — مرکزی ناظم اعلیٰ